

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Jaan E Aziz Novel By Dua Khan](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Teri Rahguzar Novel By Kitab Chehra](#)

[Bismil Novel By Mehrunnisa Shahmeer](#)

[Shiddat E Yaar Novel By Zoya Ali Shah](#)

[Ishq E Maknoon Novel By Maryam Jutt](#)

[Saza E Ishq Novel By Shahzmeen Mehdi](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

EPISODE ONE

جام حیات
(ایس جے رائیٹس)

انتساب

"اُن لوگوں کے نام جو اپنا دوسرا قدم جنت میں رکھنا جانتے ہو"

پیش لفظ؛

~ "میرے قلم سے نکلا ہر لفظ موتی ہے" ~

~ پہلا حصہ ~

"سیاہ موتی"

~ قسط نمبر 2 ~

"لہجے میں نرمی ہو تو الفاظ شفا دیتے ہیں"

پُرکشیش آنکھیں اس وقت کافی سنجیدہ تھیں.. وہ کچھ کہنا چاہتا تھا.. اُس کے سامنے ایک ایسی شخصیت تھی جسے وہ یک ٹک دیکھ رہا تھا.. جیسے اُسے دیکھنے میں ہی راحت مل رہی ہو.. اپنے سامنے بیٹھے دیکھ کے ہی اُس کے سارے زخم بھرتے جا رہے ہو.. اپنے سامنے بیٹھا وہ شخص اُسے اس وقت انسان نہیں بلکہ فرشتہ سا معلوم ہو رہا تھا.. اپنے ہر دکھ کا ہر.. پریشانی کا مسیحا سلطان کے لئے سلطان کے سامنے بیٹھا یہ شخص تھا معراج بابا..؟

.. سلطان نے دھیمے سے لہجے میں پکارا تھا
اُن کی چمکتی سیاہ آنکھیں سلطان کو نہ صرف دیکھ رہی تھیں بلکہ محسوس
.. بھی کر رہی تھیں

معراج بابا یہ دُنیا کس کی ہوتی ہے..؟
اُسکا لہجہ گھمبیر تھا.. معراج بابا نے اُسکے سوال پہ ہلکا سا مُسکرا کے اُسے
دیکھا تھا.. اُن کی مُسکراہٹ ایسی تھی.. جیسے ایک سکون سے بنا لمس
.. اُنکے چہرے پر ٹھہرا ہو
جانتے ہو سلطان..؟

"سچ کی قیمت تنہائی ہوتی ہے"
وہ اتنے پُر سکون لہجے میں بولے تھے کہ سلطان کئی لمحے اُنہیں دیکھتا رہ
.. گیا

"تو کیا حقیقت پسند ہونا گناہ ہے..؟"

نجانے اُس کے دل میں کتنے سوال تھے.. کتنے خدشات تھے جسے وہ
معراج بابا کو بتا کے اُس کے جواب جاننا چاہتا تھا.. لیکن ہرزخم کا مرہم
.. بھی معراج بابا نہیں تھے

بتائے نا.. بابا..؟

اُس نے لفظ توڑ توڑ کے ادا کئے.. وہ اب بھی دھیمادھیماسا مسکرا رہے
تھے..

ضرورت سے زیادہ حقیقت پسند نہیں بنتے یہ آپکے لیے نقصان دہ ہو"
"سکتا ہے

معراج بابا میرا کیا گناہ ہے..؟"

"میرا رب مجھ سے راضی کیوں نہیں ہوتا..؟"

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہمارا رب تم سے راضی نہیں"

"کیونکہ میری زندگی سکون جیسی نعمت سے محروم ہے"

.. جانتے ہو

سکون حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تم پانچوں نمازیں "
.. پڑھوں، نقلیں ادا کرو، ہر وقت عبادت کرو

ہمیں دنیا میں کیوں بھیجا خدا نے..؟

اگر عبادت ہی چاہئے ہوتی تو اُس کے لئے فرشتے کافی تھے میرے
بچے..

خدا نے ہمیں دنیا میں بھیجا ایک آزمائش کے لئے، ایک امتحان کے
لئے..

یہ دنیا تو سزا کا گھر ہے یہاں سکون مانگتے ہو تم..؟
ایک پل کے لئے سلطان واقع خاموش ہو گیا تھا.. ایک پل کے لئے وہ
.. واقع کچھ بول نہیں پایا تھا

جانتے ہو سلطان مومن کون ہوتا ہے..؟

..سُلطان کو شاید اس کا جواب معلوم تھا

وہی جس کی تنہائی پاک ہو.. جو زبان سے اقرار اور دل سے یقین کرتا"

ہو.. جس سے کوئی خوف نہ کھائے.. جس کی زبان سے کسی کی دل

"آزاری نہ ہو جو خدا کی عبادت کرتا ہو بابا

بابا نے اُسکے جواب پہ اُسے مُسکرا کے دیکھا تھا.. اور پھر ایک بار دھیمے

..سے لہجے میں بولے تھے

"مومن وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو کرنا جانتا ہو"

.. اور مومن کو مقدمہ یہ دنیا اور دنیا کا سکون ہر گز نہیں ہے

"مومن کا مقدمہ مومن کی منزل جنت ہے"

اور یہ دنیا یہ مُشکلیں یہ امتحان یہ سب مومن کا سفر ہے.. مومن اس

.. دنیا میں ایک مسافر ہے.. اور مسافر کا یہ سفر بے حد کٹھن ہے

اور جو مومن ہوتا ہے نا وہ یہ جانتا ہے کہ وہ دنیا میں سکون حاصل کرنے کے لئے نہیں آیا.. یہ زندگی کی ہر صبح اور گزرتے دن کی ہر شام مومن کے لئے امتحان ہے

اور تم مومن ہو سلطان.. یہ سکون عین ممکن ہے کہ تمہارے نصیب میں نہ ہو.. وہ کہہ کے لمحہ بھر کے لئے رُکے تھے

اور ان سوالوں کا کیا بابا.. جو میرا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے.. جو زبردستی میرے پیچھے بھاگ رہے ہیں..؟

یہ انسان اتنا بے صبر کیوں ہے اُسے ہر چیز جاننے میں اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے..؟

.. اور جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے.. سلطان ایک مومن کا نہیں ہر چیز کھلنے کا، ہر سوال کے جواب کا ایک وقت ہوتا ہے سلطان اور ""وقت سے پہلے رازوں کا کھل جانا تباہی کے علاوہ کچھ نہیں لاتا

تو مجھے کیا کرنا چاہئے بابا..؟

..وہ آج ہر حال میں اپنی مشکلوں کا حل چاہتا تھا
"رازوں کے کھلنے کا انتظار کرنا چاہئے"

چاہے اس انتظار میں سلطان تباہ ہو جائے..؟

"ابھی دنیا میں ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا جو ایک مومن کو تباہ کر سکیں"

یہ دلاسہ سلطان کے لئے کافی نہیں تھا.. کیونکہ وہ ایک حقیقت پسند آدمی تھا.. اسی لئے بابا کہتے تھے کہ اُسے اتنا حقیقت پسند نہیں ہونا
..چاہئے.. کیونکہ

"حقیقت پسندی الہام کو جھٹلاتی ہے، اور سچا الہام کبھی جھوٹا نہیں ہوتا"

بابا.. اُس کی آواز میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی.. لہجہ بھی ہلکا سا بھیا ہوا

محسوس ہو رہا تھا.. معراج بابا کا دل شدت سے چاہا کہ وہ اُسے اپنے سینے

سے لگائے، اُسکی برسوں کی تھکاوٹ اپنے اندر اُتار لیں.. لیکن وہ اتنی

آشنائی نہیں چاہتے تھے.. وہ احتیاط برت رہے تھے.. کیونکہ وہ نہیں
چاہتے تھے کہ سلطان کو حقیقت کا الہام ہو.. وہ لاکھ حقیقت پسند
.. سہی.. لیکن

"ہر اُس دل کو الہام ہوتا ہے جس میں محبت ہوتی ہے"
.. بابا.. آواز اب بھی لڑکھڑاہٹ کا شکار تھی

میں نے جس عورت سے محبت کی.. وہ مجھ سے دور ہو گئی.. پہلے میری
ماڑا (ماں).. ایک آنسو اُس کی پرکشیش سیاہ مائل آنکھوں سے نکل کے
.. اُس کے قدموں میں گرا تھا

"میری ماں مجھے چھوڑ کے چلی گئی"

"پھر م.. میٹھو.. وہ بھی چلی گئی.. اور.. اور آپی بھی

معراج بابا کو وہ اس وقت 28 سالہ مرد نہیں بلکہ ایک چھوٹا معصوم سا
.. بچہ لگا تھا جو رو کے بس اپنی تکلیفیں بتا رہا تھا

ہر وہ عورت بابا ہر وہ عورت مجھ سے دور ہو گئی جو میرے لئے میری "
"جان سے بڑھ کے تھی

بعض دکھ ایسے ہوتے ہیں جن کا کبھی کوئی مرحم نہیں ہوتا.. بعض "

"نقصان ایسے ہوتے ہیں جن کی کوئی بھرپائی نہیں ہوتی

اور سلطان کے اس دکھ کا مرحم بھی بابا کے پاس نہیں تھا.. لیکن شاید ہر

.. بار کی طرح اس بار بھی اُس کا مرحم وقت کے پاس تھا

بابا.. اُس نے پھر بھرائی آواز میں پکارا.. بابا.. میں کیا کروں..؟

وہ اپنا درد بیان نہیں کر پارہا تھا.. میں کیا کروں..؟

اس بار معراج بابا خاموش ہو گئے تھے.. وہ چاہ کر بھی اپنے آنسو نہیں

نکال سکتے تھے.. ایسے میں کوئی اُسکی باتوں سے بے تحاشہ رورہا

تھا.. ہچکیوں سمیت رورہا تھا.. سلطان اُس وجود سے بے خبر اپنے دکھ بتا

.. رہا تھا

بابا آپکو پتہ ہے..؟

میں اب دعا کرتا ہوں کہ خدا مجھے کبھی بیٹی نہ دے کیونکہ میں جانتا " ہوں میری چاہت مجھے اس سے دور کر دے گی اور یہ درد میرے سب درد سے بڑھ کے ہو گا اور میں اس درد کو کبھی سنبھال نہیں پاؤں گا اس لئے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے بیٹی مت دینا اُس کی بات پہ کسی نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہچکی کو روکا تھا.. بابا اُسے دیکھ رہے تھے.. یہ وہ شخص تھا جو صرف حقیقت پہ یقین رکھتا تھا.. اور آج کیسے وہ اپنے دل کے زخم پہ رو رہا تھا وہ اُسے دلا سہ بھی نہیں دے پارہے تھے.. وہ اُسکے لئے تسلی کے دو بول بھی نہیں بول پارہے تھے بابا میں نہیں جانتا آپکا اور میرا رشتہ کیا ہے..؟

میں اس رشتے کا کوئی نام بھی نہیں دے پاتا.. کیونکہ کوئی بھی نام اس
.. رشتے کے لئے چھوٹا ہے اور یہ رشتہ ہر نام سے بڑا ہے
.. بابا.. وہ اب بھی خاموش تھے

.. پھر خاموشی

.. طویل خاموشی

.. باب.. سلطان نے اپنا لہجہ سنبھال کے بابا کو پکارا تھا
"م.. میں آج آپ کو گلے لگانا چاہتا ہوں"

وہ لڑکھڑاکے بول رہا تھا.. اُس کا لہجہ پُر سکون نہیں تھا.. یہ وہ خواہش
تھی جو سلطان سے پہلے اُسکے معراج بابا کی تھی.. لیکن وہ کہہ نہیں
.. پائے.. اُنکی اس مشکل کو سلطان نے حل کیا تھا
وہ کیسے کہہ سکتا تھا...؟

.. کہ اُسے الہام پر یقین نہیں

وہ کیسے کہہ سکتا تھا..؟

کہ وہ دلی راہوں پہ یقین نہیں رکھتا.. اب معراج بابا نے اُسے اپنے سینے سے لگایا تھا.. اور دونوں نے آنکھیں موند لی تھیں.. نجانے یہ کون سا شفا کن لمس تھا.. جس سے سلطان اب تک نا آشنا تھا.. وہ کئی لمحے تک یو نہی رہنا چاہتا تھا.. اُن کے دل کی دھڑکتی ہوئی ہلکی سی دھڑکنوں کو محسوس کرنا چاہتا تھا.. اب بابا نے اُسکے آنسو صاف کئے تھے.. اور پھر گویا

.. ہوئے

"مضبوط مسافر کبھی بھی اپنے سفر سے پچھتاتے نہیں ہے"

.. میں تو جانتا ہی نہیں بابا کہ میرا سفر شروع بھی ہوا ہے کہ نہیں

.. وہ ہلکی سی آواز میں بول رہا تھا.. باہر کھڑا وجود بامشکل سن پارہا تھا

تمہارا سفر تو اسی وقت شروع ہو گیا تھا سلطان جس وقت تمہارے

"قدم اس زمین پر پڑے تھے

اُن کے نفیس سے چہرے پر سفید رنگ کی داڑھی بہت خوب لگ رہی
.. تھی

سُلطان..؟

انہوں نے نرمی سے پکارا تھا.. وہ اپنے آنسو صاف کر کے اب اُن کی
.. بات سُن رہا تھا

....: قرآن پاک میں اللہ فرماتے ہیں

"ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين"

"دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو"

(سورۃ ال عمران 3، 139)

.. جانتے ہو یہ آیت کب نازل ہوئی تھی.. سُلطان نے نفی میں سر ہلایا

وہ اب قدے اشتیاق سے قدرے دلچسپی سے اور دل سے اُن کے لب

.. سے نکلے ہوئی موتی سن رہا تھا

یہ آیت خدا نے جب نازل کی.. جب مومن بالکل دل شکستہ ہو گئے تھے.. یہ آیت جنگ اُحد کے بارہ میں نازل ہوئی تھی.. جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چُور چُور ہو رہے تھے، اُنکے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مُثلہ کی ہوئی پڑی تھی.. پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنسوؤں سے کمزور ہو گئے تھے.. اور بظاہر ناکاملیت کا سامان نظر آرہا تھا.. اس ہجوم، تکلیف، شکستگی اور مایوسی میں خدا کی آواز سنائی دی..

"ولا تهنؤا ولا تحزنوا وانتم الا علون ان کنتم مومنین"

اور کہا گیا دیکھنا ان سختیوں سے گھبرا کر دشمنان خدا کے مقابلہ میں نا مردی اور سُستی پاس نہ آنے پائے اپنے ساتھ پیش آنے والے ان.. حادثوں اور ظلم پر غمگین ہو کر بیٹھے رہنا مومن کا شیوہ نہیں

یاد رکھو آج بھی تم ہی معزز اور سر بلند ہو کہ حق کی حمایت میں تکلیفیں اٹھا رہے اور جانیں دے رہے ہو اور آخری فتح بھی تمہاری ہی انجام کار .. اور تم ہی غالب ہو کے رہو گے

جب خدا کہہ رہا ہے کہ تم مایوسی اختیار مت کرو .. اپنے ساتھ ہوئے .. گئے ظلم کو خود پر حاوی مت ہونے دو سلطان

اپنے دل کو شکستہ مت بناؤ اور باحق ہو کے لڑتے رہو .. تو کیسے نہ فتح تمہاری ہو سلطان ..؟

معراج بابا کے الفاظ ہی اس وقت سلطان کے زخموں کا مر حم تھے .. اور وہ اُن کو ایسے سن رہا تھا جیسے اُس کے زخم آہستہ آہستہ بھرنے میں کامیاب ہو رہے ہو .. بس بشرط یہ کہ سلطان کہ تم صراطِ مُستقیم رہو .. اور اللہ کے وعدوں پر کامل یقین رکھو .. اور اطاعت رسول کرو اور .. اللہ کے راستے سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ

اور جانتے ہو سلطان..؟

اُس وقت اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا تھا.. اور مردہ
جسموں میں حیات پھونک دی تھی.. اور نتیجہ یہ ہوا کہ کفار جو بظاہر
غالب آچکے تھے وہ زخمی مجاہدین کے حملے کی تاب نہ لا سکیں.. اور کفار
سر پر پاؤں رکھ کے میدان سے بھاگے تھے.. جب کفار بھی مجاہدین کے
.. آگے ٹک نہیں پائے.. تو یہ چھوٹے موٹے امتحان کیا چیز ہے سلطان
بس تم مومن بنے رہنا اور اپنے پاؤں کو اپنے نفس پہ رکھ کے اُسے
.. دبائے رکھنا

جس دن تمہارا نفس سے پاؤں اٹھا سلطان اُس دن یاد رکھنا اُس دن تم "
"مومن نہیں رہو گے"

اور جب تم مومن نہیں رہو گے تو خدا تمہاری مدد کیسے کرے گا.. اس وقت تم ہارے ہوئے نہیں ہو.. اس وقت تمہیں شکست نہیں ہوئی ہے.. اس وقت مایوسی تم پہ جیتی نہیں ہے سلطان سلطان انہیں ایسے سن رہا تھا جیسے وہ اُسکے برسوں کے خالی پیٹ کو اپنی باتوں سے بھر کے اُسے طاقت دے رہے ہو.. اُسے پُر جوش کر رہے ہو..

اتنے سخت مقابلے تھے وہ سلطان جب مجاہدین پیچھے نہیں ہٹ سکیں تو .. تمہیں مایوس ہونا اور پیچھے ہٹ جانا بھی زیب نہیں دیتا "یاد رکھو سلطان" خدا مومن کے ہم قدم ہوتا ہے .. معراج بابا.. سلطان نے چمکتی آنکھوں سے پکارا تھا "میں ایک مومن ہوں، ایک مجاہد ہوں، اور مجاہد اپنے رستے سے پیچھے " "نہیں ہٹتا، مایوس نہیں ہوتا اور نہ شکستہ دل ہوتا ہے

.. معراج بابا اُسے مسکاتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے
آپ فکر مت کرے.. سلطان اپنی بہن کو ڈھونڈے گا.. اس بھول
بھولیاں کاراست میں بند کرونگا.. جو کچھ ہو رہا ہے یا جو کچھ ہو چکا ہے اُن
سب کا پتہ لگانا پھر ظالم کے ہاتھ کاٹنا اب سلطان کے ہاتھ میں ہے.. وہ
.. اُٹھ کھڑا ہوا

آپ فکر مت کرنا میری بابا.. اب میں آپ سے تب ملنے آؤں گا جب
.. میں اپنے سارے سوالوں کے جواب جان لوں گا
"بس آپکے اس مجاہد کو جہاد مبارک ہو"
.. کہہ کے وہ باہر نکلا تھا

معراج بابا نے اُس دروازے کو تب تک دیکھا جب تک سلطان وہاں
.. سے او جھل نہیں ہو گیا

اُس کے جاتے ہی بابا نے اپنی نم آنکھیں صاف کی اور ہلکی سی آواز میں
.. بڑ بڑائے

"بلکل مہروپہ گیا ہے"

اُس کے جاتے ہی روتا ہوا وجود جو باہر کھڑا تھا وہ اندر آیا.. اُس نے نرمی
.. سے اس بزرگ کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

تم جانتی ہونا تمہیں کیا کرنا ہے..؟

.. معراج بابا نے آہستہ سے پوچھا تھا

"میرے بھائی کی مشکلات اب جلد ختم ہونگی بابا"

.. اوکیلا بھیگی آواز سے بولی تھی

یہ جامِ حیات جب تک ختم نہیں ہوگا اوکیلا تب تک مُصیبتیں تمہارے

.. بھائی کا مقدمہ رہے گی

.. جانتی ہوں ہیرا مانسی کا صرف ایک مقصد ہے

"جامِ حیات کو حاصل کر کے اس دنیا پہ راج کرنا"
.. اور بابا جب تک مہر و کی اولادیں زندہ ہیں تب تک یہ نہیں ہو سکتا
اوکیلا زارون شاہ سکندر کی آنکھوں میں اب چٹانوں جیسی سختی
تھی.. معراج بابا نے اُسکا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹا کے اپنے کمزور
ہاتھوں میں لیا تھا.. درودیوار بھی خاموش سے یہ سارے منظر دیکھ رہی
.. تھی

.. جاؤ اوکیلا جاؤ.. سلطان کو اکیلا مت چھوڑنا
فتح ہمارا مقدر ہوگی اور جلد ہی سہ اپنے سوال بھی ڈھونڈ لے گا اور اُن
سوالوں کے جواب بھی.. اور وہ چاہتیں بھی جو اُس کے مقدر میں آنے کا
.. انتظار کر رہی ہے.. جاؤ اوکیلا تمہارا سفر شروع ہوا

خدا مہر و غازیان آدم سکند کے بچوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے.. اوکیلا
 نے جھک کے اپنے سر پر پیار لیا تھا اور دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھ کے وہاں
 سے نکلتی چلی گئی

.....☆.....

کیا میں ٹھیک کر رہی ہوں..؟
 ..پریسہ نے ایک بار ماں جی کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کے سوچا
 کیا وہ میری بات سمجھے گی..؟

"محبت میں رسک تو لینا ہی پڑتا ہے پریسہ حیات"

وہ جیسے خود سے مخاطب ہوئی، اُس نے اللہ کا نام لیا اور دروازے پہ
 دستک دے کے اندر داخل ہوئی.. ماں بیگم نے چہرہ اٹھا کے اوپر
 دیکھا.. عینک کے پیچھے سے سنہری مائل آنکھیں واضح ہوئیں.. پریسہ کو

دیکھ کے چہرے پہ خود بخود نرمی آئی.. لب ہلکے سے مسکائے.. اور

.. شفقت سے بھرپور لہجے میں بولی

"کھڑی کیوں ہو میرا بچہ اندر آؤ"

.. انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا

جی.. پریسہ کا ارادہ اور مضبوط ہوا.. اور چہرے پہ مسکراہٹ لا کے اُس

نے قدم آگے بڑھائے.. وہ اپنی کُرسی پہ بیٹھی شاید کوئی کتاب پڑھ رہی

تھی.. وہ جا کے اُن کے سامنے جہاز نما سائز کے بیڈ پہ بیٹھ گئی.. اور اپنے

الفاظوں کو ترتیب دینے لگی.. ماں بیگم بغور اُسے دیکھ رہی تھی.. وہ کہنے

کے لئے لب کھولتی اور پھر ایک خیال کے تحت خاموش ہو جاتی.. وہ کئی

.. بار یہ کر چکی تھی

کچھ کہنا ہے..؟

ماں بیگم نے نرم سے لہجے میں پوچھا تھا.. وہ کئی لمحے اُنہیں براہ راست
.. دیکھتی رہی پھر بولی

کیا کسی کو سچے دل سے چاہنا غلط ہوتا ہے..؟
نجانے اُس نے یہ سوال کیوں کیا تھا.. ماں بیگم کے لبوں پہ بے اختیار
.. مسکراہٹ آئی

بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہے جو ہماری ہوتی ہے اور ہماری ہونے سے
"پہلے ہی ہمیں اُن سے محبت ہو جاتی ہے

سردی کی وجہ سے اُنہوں نے محمل کی گرم چادر جس پہ بڑے بڑے
.. پھولوں سے کڑھائی کی گئی تھی.. لپیٹی ہوئی تھی

تو جس سے مجھے محبت ہے ماں کیا وہ مجھے ملے گا..؟

پریسہ کا دل بے چین تھا.. وہ اب تک کتاب ہاتھ میں پکڑے کُرسی سے
.. پشت لگائے مسکراتے ہوئے جھول رہی تھی

..وہ تو اُسی چیز پہ ڈیپینڈ کرتا ہے پر ایسہ
اور اگر وہ میری نہ ہوئی تو میری محبت کو پھر کیا کرنا چاہئے..؟
ماں بیگم نے اُسکی آنکھوں میں دیکھا تھا.. اور ایک دم پیاری سی ہنسی نے
..اُن کے لبوں کو چھوا تھا
تمہیں پتہ ہے پر ایسہ...؟
..شاید وہ اُس کی محبت پہچان گئی تھی
"تم نے میری مشکل آسان کر دی"
وہ حیرت سے ماں بیگم کو دیکھ رہی تھی.. جیسے وہ جاننا چاہ رہی ہو کہ اُس
..نے اپنی ماں بیگم کی کونسی مشکل حل کی
میں بھی یہ چاہتی تھی پر ایسہ کہ جو تمہاری محبت ہے وہ تمہیں ملے.. بلکہ
..وہ تمہاری ہی ہے
..وہ اب اور حیرت سے ماں بیگم کو دیکھ رہی تھی

حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں.. میں نے کسی کو جہنم نہیں دیا لیکن
تم سب میری اولاد ہو اور بتائے بغیر میں سمجھ سکتی ہوں کہ تم سلطان
.. کے بارے میں بات کر رہی ہو

پریسہ کے چہرے پر حیرت تھی.. پھر خوشی آئی.. پھر چہرہ سُرخ
ہوا.. اور پھر شرم کے آثار نظر آئے.. اور ماں بیگم نے بغور ان رنگوں کو
.. آتے دیکھا

میں تمہاری ماں ہوں پریسہ.. تمہارے دل میں کیا ہے یہ مجھ سے بہتر
کوئی نہیں سمجھ سکتا.. جاؤ میری جان آرام کرو اور فکر مت کرو.. وہ
تمہارا تھا اور تمہارا ہی رہے گا.. تمہاری محبت کو تمہاری ماں نہیں سمجھے
.. گی تو کون سمجھے گا.. رات کافی ہو چکی ہے صبح کالج بھی جانا ہے،، جاؤ
جی ماں.. وہ خوشی سے اٹھی اور ماں بیگم کو گلے سے لگا کے جھومتی ہوئی
اپنے کمرے کی طرف گئی.. اپنی ماں بیگم کی وجہ سے وہ ایک دم زمین

سے آسمان تک پرواز کر گئی تھی.. وہ خوشی سے جھومتی اپنے کمرے میں
.. آئی تھی

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا.. کہ وہ سب کو چیخ چیخ کے بتائے کہ اُسکا
.. سلطان صرف اُسکا ہے.. وہ سب کو بتائے

اڑتے پرندوں کو، سردی کی کھنکھاتی ہوا کو، اڑتے پردوں کو، پانی میں تیرتی
.. مچھلیوں کو، دنیا میں بستے انسانوں کو

وہ سب کو بتائے.. وہ اپنی خوشی میں اتنی خوشی تھی کہ وہ اس بات سے
بالکل بے خبر تھی کہ کوئی برسوں سے سلطان کا انتظار کر رہا ہے.. اُس
کے ہاتھ پاؤں میں اب بھی بیڑیاں تھی.. اُس کے نازک ہاتھ پاؤں اب
بھی زنجیروں میں قید تھے.. وہ بے بسی کی اُن کی آخری حدوں پہ
تھی.. کہ کوئی نارمل انسان ہوتا تو اب تک دم توڑ چکا ہوتا.. لیکن وہ عام

انسان نہیں تھی وہ سلطان کی محبت تھی.. سلطان کا عشق تھی.. وہ عام
.. نہیں تھی وہ عام ہو ہی نہیں سکتی تھی

برسوں سے قیدان زنجیروں میں وہ اب بھی اپنے مسیحا کے انتظار میں
تھی.. وہ جانتی تھی کہ وہ سب کی نظروں میں مر چکی ہے.. وہ یہ بھی
جانتی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو یاد نہ ہو.. لیکن وہ یہ بھی جانتی
.. تھی.. کہ سلطان ہی ہے جو اُسے بچانے آئے گا

اٹھارہ سال ہو گئے.. روز اسی انتظار میں جینا شاید اُس کا مقدمہ بن گیا
تھا.. صبح کا سورج اُس کی زندگی میں انتظار کی ایک نئی کرن لے کے
آتا.. اور شام کا اندھیرا وہ کرن اپنے ساتھ لے جاتا.. لیکن وہ ہمت نہیں
ہارتی تھی.. وہ ہر بار اُس کرن کے ساتھ زندہ ہوتی اور شام کے
.. اندھیرے کے ساتھ مر جاتی

وہ ان اٹھارہ سالوں میں گزرے ہر دن میں زندہ ہوتی اور ہر دن میں
.. مرتی

اُسے اس دنیا سے کچھ لینا دینا نہیں تھا.. وہ بس سلطان کے انتظار میں
تھی.. اور جس دن سورج کی کرن کے بعد اُس کے پاس شام کا اندھیرا نہ
آیا اُس دن وہ سمجھ جائے گی.. کہ
"سلطان آگیا ہے"

"اُسکی رہائی کا دن آگیا ہے"

اور اس دن ہیرا مانسی کاہر مقصد ناکام ہو گا.. مہر و ماں کا دیا گیا وعدہ پورا
ہو گا.. مہر و ماں کے کئے گئے احسان کا کچھ مول دیا جائے گا.. اُس دن
قیامت سے پہلے کا وہ منظر ہو گا.. جو عام انسان اُس کی تاب نہ لا سکے
.. گا.. اُس دن کے لئے ہی وہ ہر روز انتظار میں مرتی اور انتظار میں جیتی

اُس دن کے لئے وہ اپنی پوری زندگی بھی انتظار میں کاٹنا پڑتی تو شاید وہ
.. کاٹ لیتی

اُسے سلطان کی ضرورت نہیں تھی.. اگر وہ چاہتی تو وہاں سے نکل سکتی
تھی.. مہروماں نے اُسے اتنا سیکھایا تھا.. کہ وہ خود کو بچا سکتی تھی.. لیکن
وہ پھر بھی سلطان کے انتظار میں تھی.. وہ جانتی تھی.. کہ وہ کوئی
شہزادی نہیں.. جسے سلطان جیسا شہزادہ بچانے آئے لیکن وہ چاہتی
تھی.. کہ سلطان شہزادہ بن کے اُسے بچانے آئے.. اور اس خواہش نے
.. اُس کی زندگی کے اٹھارہ سال ختم کر دیے تھے
اور وہ اب تک اس بات سے بے خبر تھا کہ اُس کی روح کی ساتھی اُس
.. کے پھولے گالوں والی گڑیا اب بھی زندہ ہے

وہ بے بسی سے دوبارہ شام کا اندھیرہ دیکھ رہی تھی.. اور دوبارہ آنے والی
نئی کرن کا انتظار کر رہی تھی.. شاید اُس کا انتظار بہت جلد دم توڑنے والا
.. تھا

.....☆.....

کہاں گم ہو پریسہ..؟
.. وہ جو کتنی دیر سے بیٹھا اُسکے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا
.. ک.. کہیں نہیں

.. اوہ اچھا.. اُس نے آبرو اچکائے
ہاں آہان کہیں نہیں.. اچھا یہ بتاؤ.. تیاری کہاں تک پہنچی..؟
میری جہاں پہنچی تھی نا پہنچ گئی تم بتاؤ..؟

تم تیاری کر بھی رہی ہو کہ نہیں.. کیونکہ آج کل تم کہیں گم رہتی

.. ہو.. وہ اُس کے ماتھے پہ دو انگلیاں مار کے بولا تھا

ارے نہیں میری تیاری بس منزل پہ پہنچنے والی ہے.. دراصل آج

... کل

ہاں پتہ ہے تمہارا کزن آیا ہوا ہے.. جو رہتا یہی پر ہے لیکن کبھی کبھی آتا

ہے اُس کے ساتھ یہاں جانا ہے.. اُس کے ساتھ وہاں جانا ہے.. وہ ایسا

.. ہے وہ ویسا ہے.. بلا بلا بلا... کہہ کے اُس نے بیزار سامنہ بنایا

پریسہ نے گال کے نیچے ہاتھ رکھ کے اُسے تسلی سے دیکھا.. پھر آہستہ

.. سے بولی

"تم فرصت سے مر کیوں نہیں جاتے"

"کس پر..؟" تم پر

اوہیلو.. یہ شاہ رخ خان کی لائن مت مارو.. ایک تم اور ایک تمہارا وہ

.. چیپ شاہ رخ خان

شروع کس نے کی تھی یہ لائن..؟

.. وہ جیسے شاہ رخ کی بے عزتی پہ ماتھے پر بل ڈال کے پوچھ رہا تھا

آہان.. اُس نے سنجیدگی سے پکارا تھا.. جیسے وہ اُسے سنجیدگی سے ہی کچھ

.. کہنا چاہتی تھی.. آہان نے ایک دم اُسے سنجیدہ ہو کے دیکھا تھا

"تم دفعہ کیوں نہیں ہو رہے..؟"

آہان کو ہلکی سی کھانسی آئی تھی.. اُسے واقع لگا تھا کہ وہ اُس سے کچھ کہنا

.. چاہ رہی ہے

مناہل کیسی ہے..؟

پریسہ نے پوچھا تھا.. طبعیت کی خرابی کی وجہ سے وہ دو دن سے یونی نہیں

.. آرہی تھی

.. فکر مت کرو وہ مرنے والی نہیں ہے

.. آہان.. اُس نے زور دے کے بولا تھا

اچھا چلو میری گاڑی آگئی میں نکلتی ہوں.. پریسہ بیگ سنبھالتی اُٹھ کھڑی

.. ہوئی.. وہ ابھی دو قدم ہی چلی تھی.. کہ آہان نے پکارا تھا

پریسہ..؟

.. اُسکے قدم تھمے اُس نے مڑ کے دیکھا جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا

آج پہلی بار پریسہ کو عجیب سا لگا.. آج پہلی بار پریسہ نے اُس کی نظر میں

.. کچھ محسوس کیا تھا.. وہ کئی لمحے اُسے دیکھتا رہا.. پھر آہستہ سے بولا

"کچھ نہیں"

کہہ کے وہ ہلکا سا مسکرایا تھا.. جیسے وہ اپنی حس مزاح کو قائم رکھ رہا

تھا.. پریسہ نے گردن نفی میں ہلائی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی.. آہان مڑ

.. گیا تھا.. دونوں مخالف سمت جارہے تھے

ایک دم آہان کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی.. نجانے کیوں آج اُسکا دل الگ ہی سپیڈ سے دھڑک رہا تھا.. شاید اُس کی گٹ فیلنگز اُسے کچھ اشارہ کر رہی تھی.. وہ دوبارہ بے دلی سے کنٹین سے کی کرسی پہ بیٹھ گیا.. اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی.. کہ اُسے کیا محسوس ہو رہا ہے..؟

وہ اپنی فیلنگز کو اس وقت سمجھ نہیں پا رہا تھا.. اُسے ایسا لگ رہا تھا کہ اڑتی تتلیاں یک دم گر جائے گی.. خوبصورت موسم یک دم خوفناک ہو جائے گا.. خوشی درد میں بدل جائے گی.. مختصر یہ کہ اُسے اپنی محبت یکدم ختم ہوتی ہوئی دیکھائی دی.. وہ کئی لمحے کرسی پہ بیٹھ کے ایک نقطے کو گھور کے خود سے لڑتا رہا.. بس پریسہ

"مجھے ڈر ہے کہ میں تمہیں کھونہ دوں"

اب اور انتظار نہیں کر سکتا.. لیکن اگر اُسکے دل میں اس سے آگے کی وہ
سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا.. وہ بے دلی سے وہاں کچھ دیر اور بیٹھا.. پھر اٹھ
.. کے وہاں سے نکلتا چلا گیا

ماں..؟

.. آپ نے سلطان سے بات کی.. پریسہ نے بے صبری سے پوچھا تھا
ماں بیگم نے نظریں گھما کے دیکھا تھا.. اتنی بے صبری کیوں ہے
پریسہ..؟

نہیں ہے ماں.. بس اب اور انتظار نہیں چاہتی.. اُنہوں نے پیار سے
اُسکے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا.. کر لوں گی بات.. بس صحیح وقت آنے
.. دو

.. پھر میں کر لوں گی

ماں..؟

پریسہ نے سامنے دیکھتے ہوئے ماں بیگم کو پکارا تھا.. جو اُس کے بالوں میں
.. اُنگلیاں چلا رہی تھی.. اور وہ اُن کی گود میں سر رکھ کے لیٹی تھی
"ہم"

"وہ کون سے لوگ ہوتے ہیں جن کو محبت نہیں ملتی..؟"
ماں بیگم کی ہاتھ جو اُس کے بالوں میں چل رہے تھے.. یکدم
تھمے.. آنکھوں کی نرمیٹ میں سختی آئی تھی.. لیکن اُن کا لہجہ اب بھی
.. ویسے ہی قائم تھا

کون ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو محبت نہیں ملتی..؟
ایسے سوالوں کو کیا مقصد پریسہ..؟
جو بے بنیاد ہو.. ایسا مت سوچو جس سے تمہیں لگے کہ تمہاری محبت تم
.. سے دور ہو جائے گی

آپ فکر مت کرے ماں.. میں کسی بھی حال میں اپنی محبت کو دور ہونے
.. نہیں دوں گی

Thats good..

.. ماں بیگم نے پھر نرمی سے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا
کسی کی سیاہ مائل آنکھیں بے حد چمک رہی تھیں.. یہ چمک ایسی
.. تھی.. جیسے وہ اپنی ہر چال کو کامیابی کی سیڑھی پہ چڑھتا دیکھ رہی ہو

.....☆.....

سُلطان اپنے آفس میں بے حد مصروف دیکھائی دے رہا تھا.. اُس کے
سامنے صفحوں کے پہاڑ پڑے تھے.. کچھ ہی دیر بعد اُس کی ایک خاص
میٹنگ تھی.. ملک بھر کے ایکسپورٹرز اُس میٹنگ میں شامل ہونے
.. والے تھے.. جس کی تیاری میں سُلطان بے حد مصروف تھا

جبریل ہسپتال میں تھا۔ مریضوں کے لئے اس وقت وہ مسیحائی کا کام کر رہا تھا۔ بہت سے لوگ تھے۔ جو اپنا درد بتا رہے تھے۔ اپنی تکلیف بتا رہے تھے۔ اور وہ اُن کا مرحم بن رہا تھا۔ سلطان نے مکمل پریزنٹیشن تیار کی تھی۔ مسلسل 5 گھنٹوں کی محنت کے بعد اُس نے لمبی سانس لی اور کچھ لمحے کے لئے اپنا سر کرسی سے لگا لیا۔ وہ کئی لمحے آنکھیں موند کے خود کو پُر سکون کرتا رہا۔ اس سانس میں اس ماحول میں اُسے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ پُر سکون ہوا لینے کے لئے اُٹھا اور بالکنی میں جا کے کھڑا ہو گیا۔ کئی لمحے وہ بلڈنگ سے نیچے کی طرف دیکھتا رہا۔ بلیک رنگ کے پینٹ سوٹ میں وہ بے حد الجھا ہوا لگ رہا تھا وہ دیکھ رہا تھا۔ بلڈنگ سے چلتی گاڑیوں کو، اڑتے پرندوں کو، جو اپنے ٹھکانے پر لوٹ رہے تھے۔ کتنی پُر سکون سی زندگی کی تھی اُن کی۔ وہ

سر سراتی ہوا کو یکدم محسوس کرنے لگا.. اُس نے ہوا میں کھڑے ہو کے
 .. آنکھیں موندی.. اور لمبے لمبے سانس لئے کئی لمحے تک وہ یہی کرتا رہا
 یکدم اُسے اپنے پیچھے کوئی کھڑا محسوس ہوا.. اُس نے آہستہ سے پوری
 آنکھیں کھولی تھی.. وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا.. وہ چونکہ نہیں
 تھا.. اُس نے وہاں کھڑے کھڑے باقاعدہ آہٹ محسوس کی.. وہ اب
 بھی نہیں مڑا تھا.. وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا.. ہمیشہ کی طرح جو ماتھے
 پہ کئی بل ہوتے تھے.. وہ اس وقت موجود نہیں تھے.. اُس نے اب
 اپنے دائیں کندھے پر ایک عجیب سا لمس محسوس کیا.. عجیب سی آشنائی
 تھی.. وہ اب بھی نہیں مڑا تھا.. اب بھی نہیں ڈرا تھا.. شاید وہ جانتا
 تھا.. کہ اُس کی جان کو خطرہ نہیں ہے جب تک، جب تک وہ جام حیات
 .. کا پتہ نہیں بتا دیتا

حالانکہ اصل میں وہ اُس کا پتہ نہیں جانتا تھا.. اور مُقابل کو ایسا کیوں لگتا تھا.. کہ جامِ حیات کا پتہ صرف سُلطان کے پاس ہے.. یہ بات وہ نہیں جانتا تھا..

یہ ایک پینڈورا باکس تھا.. کچھ چیزوں سے "سُلطان غازیان آدم .. سکندر" بھی انجان تھا

وہ ہوا میں تحلیل ہوتی اُس ملاوٹ کو محسوس کر سکتا تھا.. لیکن وہ بے خوف ہو کے ویسے ہی کھڑا رہا.. یا شاید وہ عادی ہو چکا تھا

وہ لمس اب بائیں کندھے پہ محسوس ہوا تھا.. وہ اب بھی بنا کسی حرکت

کے ویسے ہی کھڑا تھا.. وہ سیاہ موتی اب بھی اُس کے کوٹ کے اندرونی

جیب میں موجود تھا.. وہ کوئی عام موتی نہیں تھا.. اُس کا ان سب سے

کوئی نا کوئی لینا دینا تھا.. اُس کا جامِ حیات سے بھی کوئی لینا دینا تھا.. جس کا

رنگ سیاہ تھا وہ سیاہ جس کی طرف سُلطان کھینچا چلا آتا تھا.. جسے دیکھنا عام

انسان کے بس کی بات نہیں تھی.. اُسے دیکھ کے کوئی خود پہ قابو نہیں پا سکتا تھا.. سوائے اُس کے.. جو جامِ حیات کا مالک ہو.. ان سیاہ رنگوں کا آپس میں ایک گہرا تعلق تھا.. ایک گہرا راز تھا.. جسے سلطان ہی جان سکتا تھا..

وہ جامِ حیات کیا ہے..؟

کہاں ہے..؟

یہ صرف وہی جانتا تھا جو اس کا اصلی حقدار تھا.. جس میں "مہرو .. علاؤالدین سکندر" کا خون تھا

سلطان ابھی یہ بات نہیں جانتا تھا.. ابھی رازوں کے انکشاف کا وقت نہیں آیا تھا.. ابھی تو صرف سوالوں کے کھوجنے کا وقت تھا.. خوابوں کا راز ابھی بے پناہ دور تھا.. وہ ان سب کڑیوں کو اگر کوئی جوڑ سکتا تھا.. تو .. وہ سلطان غازیان آدم سکندر تھا

وہ اب بھی رینگ کے ساتھ کھڑا تھا۔ خاموشی سے وہ سب محسوس کر رہا تھا۔ جو اُسے کروایا جا رہا تھا۔ اُس نے ایک پل کے لئے نیچے گاڑیوں کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل اُس نے سامنے آسمان کی طرف دیکھا۔ جہاں شفاف رنگ میں ایک کالے رنگ کا سایہ لہرا رہا تھا۔ یہ دیکھ کے سلطان کی آنکھوں میں حیرت اُبھری تھی۔ جسے وہ بڑے کمال کی اداکاری سے چھپا گیا تھا۔ اُسے اپنے اندر ہل چل مچتی محسوس ہوئی۔ اُس نے ہلکا سا گھبرا کے رینگ کو پکڑا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ جو مرضی ہو جائے لیکن اُس کی جان کو خطرہ نہیں ہے۔ اور باقی چھوٹے موٹے نقصان سے سلطان کو فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ بظاہر مضبوط بن رہا تھا۔ جو کے وہ تھا۔ لیکن انسان، انسان ہی ہوتا ہے۔ اُس کے دائیں، بائیں کندھے سے لمس سرک کے نیچے کی طرف آ رہا تھا۔ اُس نے مضبوطی سے رینگ کو تھام رکھا تھا۔ جیسے وہ جانتا ہوا ب کیا ہونے والا ہے۔؟

سرکتا سرکتا وہ لمس اب اُس کے پیٹ کے دونوں طرف آگیا تھا۔ سامنے ہوا میں موجود سایہ ایک خوفناک شکل اختیار کر رہا تھا۔ اتنا خوفناک کہ اب سلطان کے لئے دیکھنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ شاید یہ آنکھیں اس بد صورت نظارے کی تاب نہیں لا پار ہی تھی۔ اُس نے گھبرا کے آنکھیں بند کرنا چاہی

تو نظروں کے سامنے ایک نفوس سا چہرہ آیا۔ اور پھر اُس کے زیہن میں کچھ الفاظ گڈمڈ ہوئے۔ وہ لمس اب ایسا ہو گیا تھا۔ جیسے کوئی اُسکے پیٹ کو بڑی بے دردی سے دبا رہا تھا۔ دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف۔ جیسے دونوں پسلیوں کو کوئی بڑی بے دردی سے آپس میں پیوست کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ صرف اتنا درد کہ جب وہ مکمل ایک دوسرے میں دھسنے لگے تو وہ اپنا لمس چھوڑ دے۔ اور اُسے سکون آئے۔ اور پھر دوبارہ وہ دونوں طرف سے دبانے کی کوشش

کرے.. اُس کا مقصد صرف درد پہنچانا تھا.. صرف تکلیف دینا تھا.. درد کی شدت بے حد تھی.. دونوں پسلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرنے کی کوشش مکمل جاری تھی.. وہ اب بھی آنکھیں بند کر کے مضبوطی سے رینگ پکڑ کے کھڑا تھا.. معراج بابا کے الفاظ اُس کے.. روحانی زیہن میں گردش کر رہے تھے

"اللہ کا زکر بے پناہ مشکلوں کو ٹال دیتا ہے"

وہ منہ میں اب تعویذ پڑھا رہا تھا.. ایک بار، دوبار مسلسل وہ یہ پڑھ رہا تھا.. درد کی شدت اتنی تھی.. کہ دھڑکنوں کی تال کو آپس میں جھنجھوڑ رہی تھی.. وہ مسلسل اس درد کو برداشت کر رہا تھا.. رینگ کو بھی اپنا مضبوط سہارا اُس نے بنا لیا تھا.. وہ تعویذ مسلسل آنکھیں بند کر کے پڑھ رہا تھا.. پسلیاں جیسے آہستہ سے اپنی جگہ سے سرک رہی تھی.. لیکن اُس کا درد مسلسل جاری تھا.. رینگ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا تھا.. درد کی

شدت اب بے پناہ ہو گئی تھی.. کہ سلطان کے منہ سے خون کا قطرہ باہر آیا تھا.. خون کا ذائقہ سلطان کو اپنے منہ میں گھلتا ہوا محسوس ہوا.. اُس کے لب اب بھی ہلکے ہلکے سے ہل رہے تھے.. آنکھیں ہنوز بند تھی.. خون کا وہ ننھا قطرہ جو سیاہ رنگ کا تھا.. اُس کے منہ سے اب لڑی کی صورت نکلا تھا.. اور نکل کے قطرہ قطرہ اپنی اہمیت کھو رہا تھا.. سلطان.. صرف تعویذ پڑھ رہا تھا

"میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کی شر سے"

مزید اُس نے پڑھا تو سامنے خوفناک شکل کا سایہ ہوا میں تحلیل ہوتا ہوا محسوس ہوا.. اُس نے مزید خدا کا یہ کلام پڑھا.. اور درد کی شدت میں کمی ہونی شروع ہوئی.. وہ پڑھتا جا رہا تھا.. درد ختم ہوتا جا رہا تھا.. شیطان کا وہ خوفناک سایہ اب مکمل طور پر ختم ہو چکا تھا.. اُس نے آہستہ سے آنکھیں کھولی تو سب کچھ ویسا تھا.. جیسا آنکھ بند کرنے سے پہلے

تھا۔ اُسے یکدم بے پناہ کمزوری محسوس ہوئی۔ اُس کی ہمت نے یکدم جواب دیا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اُسکے جسم کا سارا خون نچوڑ دیا گیا ہو۔ وہ رینگ کو پکڑ کے ہلکا سا جھکا تھا۔ اُسے اپنے جسم کا پور پور حصہ ٹوٹا ہوا محسوس ہوا۔ وہ کچھ لمحے جھک کے خود میں ہمت جما کرتا رہا۔ کچھ ہی دیر میں میٹنگ تھی۔ جو سلطان کے لئے بہت اہم تھی۔ کچھ لمحے وہ وہی کھڑا رہا۔ پھر آہستہ سے اُس نے اپنے قدم اندر کی سے رہ گیا طرف بڑھائے۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا دھک بلکہ یوں کہنا آسان ہو گا۔ کہ اُس کی چیخ نکلتے نکلتے پچی۔ اُس نے جلدی سے قدم آگے بڑھائے۔ اور ان صفحوں کو بچانا چاہا۔ لیکن یہ شاید اب ممکن نہیں تھا۔ اُس کے کعبین کے ہر حصے میں خون کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے۔ اُس کے ٹیبل پہ اُس کی محنت سے تیار کی گئی۔ اُس پر پریزنٹیشن کے صفحات پہ اُس کی کرسی پہ ہر جگہ خون کی

چھینٹیں تھیں.. ایک پل کے لئے وہ واقعی خوفزدہ ہوا تھا.. ایک پل کے لئے وہ واقعی گھبرا گیا تھا.. فرش پر خون کی ایک لکیر جو سیدھی دروازے تک جارہی تھی.. اگر کوئی باہر سے آجاتا یا اُس کے آفس کا یہ حال دیکھ لیتا.. تو وہ خوفزدہ ہو جاتا.. اُس نے آہستہ سے وہ صفحات اُٹھائے

.. اور نظروں کے سامنے کئے.. اُسے اپنی محنت ضائع ہوتی محسوس ہوئی اُس نے لب بھینچ لئے تھے.. اُس نے وہ صفحات وہی رکھے اور آہستہ سے اپنا رخ واشروم کی طرف کیا.. اندر بھی وہی حال تھا.. اندر بھی خون کی چھینٹیں موجود تھیں.. اُس نے قدم اُٹھا کے واش بیسن کو دیکھا.. جہاں لال کی بجائے سیاہ خون تھا.. اُس نے جلدی سے پانی چلایا.. اور خون کا وہ سیاہ پن جو اُسے خوفزدہ کرنے کے لئے تھا.. اُسے دھونا چاہا.. لیکن بے سود.. اُس نے ایک بار پھر کوشش کی.. لیکن سیاہ

پن بڑھتا جا رہا تھا۔ اُس نے گھبرا کے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ اور اُسے رگڑ کے صاف کرنے کی کوشش کی۔ وہ بڑے زور سے اپنے ہاتھوں کو رگڑ رہا تھا۔ لیکن وہ صاف نہیں ہو رہا تھا۔ اگر اُسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ تو وہ اُس کو شیش میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اُس نے گھبرا کے سامنے آئینے میں دیکھا۔ جہاں ایک خوفناک شکل کا کوئی عکس تھا۔ جو بظاہر سلطان کے پیچھے تھا۔ اب وہ بے پناہ نے ایک خوف نے اُس کے اندر ڈیرہ گھبراہٹ کا شکار تھا۔ ایک ڈر ڈال دیا تھا۔ اُس نے یکدم مڑ کے پیچھے دیکھا۔ جہاں کوئی نہیں تھا۔ اُس نے بھاگ کے اُس واش روم سے نکلنا چاہا۔ جیسے ہی اُس نے وہ دروازے کے باہر قدم رکھا۔ اُس کے پاؤں میں ٹھوکر لگی اور وہ دھڑام سے نیچے گرا۔ اُسے اب خوفناک سی آوازیں آرہی تھی۔ اُسے اپنے ارد گرد کچھ بھاگتا ہوا محسوس ہوا۔ اُسے ایسا لگ رہا تھا۔ کہ کوئی اُس کی طرف بڑھ

رہا تھا۔ اُس نے گرے ہوئے ہی اپنے وجود کو پیچھے کی طرف گھسیٹنا چاہا۔ اُس کے ہاتھ کی وہ ہتھیلیاں جہاں ابھی سیاہ خون جما تھا۔ اُس نے وہ زمین پہ جمائی۔ وہ پیچھے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ گلے کی گلی بار بار ابھر کے معدوم ہو رہی تھی۔ اُسے اپنا پورا وجود پسینے میں بھگیتا محسوس ہوا۔ وہ جیسے جیسے قدم پیچھے ہٹا رہا تھا۔ وہ سایہ اُس کے قریب آ رہا تھا۔ وہ اب آہستہ سے نفی میں گردن ہلا رہا تھا۔ بس دو قدم کے فاصلے تھا۔ سلطان نے چیخنا چاہا۔ اُس کی آواز نے جیسے گلے میں ہی پہ وہ سایہ اپنا دم توڑ دیا تھا۔ اب اُن چیخوں میں کسی کے خوفناک قہقہے بھی موجود تھے۔ وہ چیخنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کسی کو بلانا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا۔ پسینے میں اُسکا جسم ڈوب رہا تھا۔ اُسے اپنے ہوش کھوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ ایک دم وہ سایہ اُسے اپنے اندر دھنستا ہوا محسوس ہوا۔ ایک دم اُسکی ہلکی سی چیخ نکلی۔ اور وہ اپنے

ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔ کسی کے قہقہوں کی آواز یکدم تیز ہوئی تھی کسی کی بھوری مائل آنکھوں کی چمک مزید تیز ہوئی تھی۔ یہ بازی وہ جیت گئی تھی۔ سلطان کو ہراس کرنے میں، اُسے خوفزدہ کرنے میں وہ کامیاب ہو چکی تھی۔ جامِ حیات کا وہ راز کھلنے کا شاید .. وقت آگیا تھا



.....☆.....

ڈرپ قطرہ قطرہ چل رہی تھی۔ آس پاس لوگ کھڑے تھے۔ جن میں ڈاکٹرز، اور کچھ سٹاف تھا۔ مریض کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ یا شاید وہ ہوش میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ جبریل کرسی گھسیٹ کے اب سلطان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔ میٹنگ ہو چکی تھی۔ جس میں سلطان

غیر حاضر تھا.. اُن میں سے کسی اور کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا.. کہ سُلطان آیا ہے کہ نہیں.. یا یوں کہنا بہتر ہو گا.. کہ وہ جو سب ایکسپورٹر تھے وہ.. چاہتے ہی نہیں تھے کہ سُلطان میٹنگ میں آئے اُسے ابھی ہوش نہیں آیا تھا خوف شاید اُس کے اندر تک پیوست ہو چکا تھا..

ہاں وہ سُلطان تھا ہر چیز کو قابو کر سکتا تھا.. لیکن وہ ایک انسان تھا.. بشر تھا.. آدم تھا ایک اچھا آدم.. ماتھے پہ اُسکے پٹی بندھی تھی.. جس پہ ہلکا سا خون کا دھبہ تھا.. گرنے کی ہی وجہ سے اُسکو شاید چوٹ آئی تھی.. دونوں ہاتھ منہ پہ رکھے جبریل بالکل سنجیدگی سے اُسے دیکھ رہا تھا.. وہ ایک ایسی تلاش میں تھا.. جس کی وجہ سے یہ سب ہوا.. لیکن افسوس.. یہ ایک پہیلی تھی.. اور اس پہیلی کو اگر کوئی بوجھ سکتا تھا.. تو وہ.. سُلطان ہی تھا..

جبریل نے جو ڈرپ لگائی تھی.. وہ ختم ہونے والی تھی.. دوا کے زیر اثر اُسے ابھی ہوش نہیں آیا تھا.. لیکن بہت جلد آنے والا تھا.. جبریل کافی دیر تک انتظار کرتا رہا.. لیکن جلد ہی وہ اٹھ کے باہر گیا تھا.. اُسکے جاتے ہی کوئی چھپکے سے اندر داخل ہوا.. یہ پتہ چلنا مشکل تھا کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی.. کمرے میں نیم اندھیرہ تھا.. ڈرپ میں قطرہ قطرہ گرنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی.. آنے والے کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ تھی.. شاید وہ جبریل کے جانے کے انتظار میں تھا.. گھڑی اس وقت رات کے 2 بج رہی تھی.. اور اس پہر ماں بیگم یا پریشہ ہو اسپتال نہیں آ سکتے تھے.. وہ بھی وہاں سلطان کے اٹھنے کے انتظار میں تھے.. پل پل کی خبر اُن کو جبریل دے رہا تھا.. وہ جیسے ہی اندر آیا وہ چلتا ہوا اُس کے قریب آیا.. سلطان ابھی بھی نیم غنودگی میں تھا.. وہ چلتا ہوا بالکل قریب آیا.. اور جھک کے سلطان کے کان کے قریب بولا

"جتنے تم بے خبر ہو تمہارا جاننا اتنا ہی ضروری ہے"

سُلطان کے ماتھے پہ بے اختیار کئی بل آئے.. اُسے اپنے سینے پہ کچھ چلتا

ہوا محسوس ہو رہا تھا.. آنے والے کے ہاتھ تیزی سے چل رہے

تھے.. چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی.. وہ بے چین ہو رہا

تھا.. پُرکشیش آنکھیں اس وقت بند تھی.. اُس کے ہاتھوں میں تیزی آ

.. رہی تھی.. اُسکا جسم ہلکا ہلکا ارتعاش کا شکار تھا

Zubi Novels Zone

.....☆.....

ماں..؟

..پریسہ نے آہستہ سے پکارا تھا

..وہ خود بے چینی سے یہاں وہاں چکر کاٹ رہی تھی

ماں پلیز مجھے جانے دے.. میں سلطان کے پاس جانا چاہتی ہوں.. مجھے
اُسکے پاس جانا ہے.. اُسے میری ضرورت ہے.. آنکھوں سے آنسو
مسلسل دبہ رہے تھے.. اُسکے ہونٹ بھی ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے.. وہ
.. بس ہر حال میں وہاں پہنچ جانا چاہتی تھی.. جو کہ ممکن نہیں تھا
ماں..؟

.. اُس نے پھر ایک بار پکارا تھا.. ماں بیگم تھک کے اب بیٹھ چکی تھی
چہرے پہ ایک الگ ہی قسم کی بوکھلاہٹ جاری تھی.. وہ پریسہ کی بات
.. بھی سُن رہی تھی کہ نہیں.. وہ اپنے ہواسوں میں نہیں لگ رہی تھی
ماں..؟

اب پریسہ نے تھوڑا اونچی پکارا تھا.. جس سے وہ ایک دم ہوش کی دنیا
میں آئی تھی.. وہ بے دیہانی سے پریسہ کی طرف دیکھ رہی

تھی.. ماں..؟ وہ اُٹھ کے قریب آگئی تھی.. ماں میں آپ سے بات کر
.. رہی ہوں

.. ہا.. ہاں

ماں پلیز نا مجھے جانے دے.. وہاں سلطان کو میری ضرورت ہے.. ماں
بیگم نے اُسے جلالی نظروں سے دیکھا تھا.. وہ کب سے ایک ہی بات
کئے جا رہی تھی.. حالانکہ وہ بتا چکی تھی.. کہ اُن کا جانا اس وقت
.. مناسب نہیں

.. اپنے کمرے میں جاؤ پریسہ.. ماں بیگم نے آہستہ سے کہا تھا
جاؤ شاباش.. صبح بات کرے گے.. اُنہوں نے پریسہ کا بھیگا ہوا نرم و
.. نازک گال تھپکا تھا.. سُنہری آنکھیں لُبالب پانی سے بھری تھی
لیکن ماں..؟

.. پریسہ نے کچھ کہنا چاہا

میں نے کہا جاؤ.. اُن کی آواز یکدم تیز ہوئی تھی.. اُن کا رویہ اس وقت دھوپ چھاؤں جیسا ہو گیا تھا.. پریسہ نے شکایتی نظریں اٹھا کے دیکھا تھا.. پھر اُٹھ کے بھاگتی ہوئی کمرے کی طرف گئی تھی.. اُسے ماں بیگم سے یہ اُمید نہیں تھی

انسان کی یہ ہی تو مشکل ہوتی ہے.. کہ جب کوئی اُس کی ہر خواہش پوری کرنا بھول struggle.. کرنا چھوڑ دیتا ہے efforts کرے تو وہ نہیں لے پاتا.. اُس کی خوشیوں stand جاتا ہے.. وہ خود کے لئے کی، خواہشوں کی چابی وہ خود کے پاس نہیں رکھ پاتا.. اور اس وقت پریسہ میں تھی.. وہ ماں بیگم کی منتوں کے علاوہ condition بھی اسی کچھ نہیں کر سکتی تھی.. وہ کمرے میں جانے کے بعد بیڈ پہ بیٹھ کے آنسو.. بہا رہی تھی

یہی تو ہوتا ہے.. جب انسان دوسروں پہ انحصار کر کے خود کے لئے
 نہیں لے پاتا تو وہ ایسے ہی بے بس ہو کے آنسو بہاتا ہے.. اور stand
 "" اس وقت آنسو نعمت نہیں ہوتے بے پناہ ازیت کے حامل ہوتے ہیں
 اُس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل دبہ رہے تھے.. اُس نے ایک دم اپنا
 .. موبائل نکالا.. اور جبریل کو فون ملایا.. بیل جا رہی تھی.. ایک.. دو
 دھڑکن بے حد تیز تھی.. پتہ نہیں اُسکا سلطان ٹھیک بھی ہے کہ
 نہیں.. لیکن جبریل کا نمبر بڑی آ رہا تھا.. اُس نے موبائل غصے سے بیڈپہ
 .. پھینکا تھا.. اور اپنا ہسر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے بیٹھ گئی
 .. اُسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیساری ایکٹ کرے
 " i miss you .. خدا کرے سلطان کہ آپ ٹھیک ہو "
 Sultan "

کاش اس وقت میں آپکے پاس ہوتی.. وہ پوری بات نہیں جانتی
i تھی.. اُسے بس اتنا پتہ تھا کہ سلطان کو چوٹ لگی ہے وہ نیجوش ہے وہ
میں ہے.. بس.. وہ ابھی خود سے ہی بڑبڑا رہی تھی.. کہ جبریل کا c u
.. فون آیا.. اُس نے لپک کے اٹھایا تھا

بھائی.. بھائی.. سلطان کیسے ہیں..؟

نہ سلام نہ دعا.. وہ پیار میں اتنی باولی کیسے ہو گئی تھی.. جبریل نے ایک
نظر موبائل کو دیکھا تھا.. ایک لمحے کے لئے اُسے شک ہوا تھا کہ یہ پریسہ
.. ہے بھی کہ نہیں

بھائی بتائیں نا..؟

سلطان ٹھیک ہے نا..؟

.. اتنی بے صبری.. جبریل کو ایک لمحے کے لئے عجیب سا لگا

پریسہ یہ کہنا مشکل لگ رہا ہے کہ وہ ٹھیک ہے.. لیکن اُسے تھوڑی دیر پہلے ہوش آگیا تھا.. لیکن پریشان ہونے والی بات نہیں وہ جلد ٹھیک ہو جائے گا.. جبریل نے تفصیل سے جواب دیا

بھائی..؟

اُس نے بھیگی آواز میں پکارا تھا.. پلیز میں آ جاؤں.. آواز منت بھری تھی..

..پریسہ اس وقت آنا مناسب نہیں.. صبح آ جانا

..لیکن.. پریسہ نے کچھ کہنا چاہا

..پریسہ.. جبریل نے اب لہجہ زرا سخت کیا

..اُس نے بے چینی سے فون کاٹ دیا

اُس کے دل میں کیا ہے.. اُسے اتنی بے چینی ہے کوئی سمجھنے کو تیار ہی

..نہیں تھا.. نہ ماں نہ جبریل نہ کوئی اور

اُسے چاہئے ہی کیا تھا.. وہ بس سلطان سے ملنا چاہتی تھی.. اُس سے بات کرنا چاہتی تھی.. لیکن.. وہ ایک دولہے سوچتی رہی.. پھر اُسکے چہرے پہ ہلکی سی پمک آئی.. شاید یہ طریقہ کام آسکتا تھا.. اُس نے آہان کا نمبر ملایا.. تیسری بیل پہ فون اٹھایا گیا.. ہیلو.. آواز سنجیدہ تھی



Zubi Novels Zone

آہان کہاں ہو..؟

.. خیریت گھر ہوں

.. فری ہو..؟ پریشہ نے اگلا سوال کیا

وہ جو پیپر کی تیاری کر رہا تھا اُس نے کان سے فون ہٹا کے دیکھا تھا.. پھر

.. آہستہ سے بولا تھا

ہاں فری ہوں.. اگر اُسکے پاس پریشہ کے لئے ٹائم نہیں تو اُسکے پاس کسی

.. چیز کے لئے بھی ٹائم نہیں

..میرا ایک کام کر دو گے..؟ مجھے ہو سپٹل جانا ہے

..وہ ایک دم سیدھا ہوا

کیوں..؟ کیا ہوا..؟ تم ٹھیک ہو..؟

میں ٹھیک ہوں آہان.. لیکن مجھے کسی سے ملنے جانا ہے.. پلیز مجھے لے

میں آتا ہوں.. پلیز تم رونا بند..ok.. چلو.. اُسکا لہجہ مزید بھیگ رہا تھا

کرو.. کہہ کے وہ وہاں سے اُٹھا تھا اور سیدھا اُس کی حویلی پہنچا تھا.. وہ

جُھپ کے چادر اوڑھ کے باہر آئی تھی.. ماں بیگم اپنے کمرے میں

تھی.. ملازموں سے بچنا اُسکے بائیں ہاتھ کا کام تھا.. وہ اپنی بائیک لے

کے کھڑا تھا.. وہ جلدی سے چلتی ہوئی آئی.. آہان نے ایک نظر اُسکے

..روئے روئے چہرے کو دیکھا.. وہ بالکل ایسا لگ رہا تھا

"جیسے گلاب پہ شبنم کے قطرے ہو"

کم سے کم آہان کو تو ایسا ہی لگا.. وہ جلدی سے بایک پہ بیٹھی تھی.. آہان
.. جلدی چلو

ok..

.....☆.....

اسلام آباد میں اس وقت موسم طوفانی ہو رہا تھا... کب کونسا طوفان
آجائے.. کہا نہیں جاسکتا تھا.. ایسے مین کوئی وجود نیند کی وادیوں میں
کسی سے ملاقات کر رہا تھا.. اُسکے نازک وجود پہ ہلکی ہلکی لرزش تھی.. وہ
.. کسی سمندر کے کنارے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کے کھڑی مسکرا رہی تھی
ٹلے کے اس کوٹھے میں اس وقت اتنا سناٹا تھا.. اور ایسا خوفناک تھا کہ
کوئی بھی اس خوفناک سناٹے میں اس کوٹھے کی گلیوں میں اکیلے نہیں
گھوم سکتا تھا.. محفل سچ کے ختم ہو چکی تھی.. سب اپنے کمروں میں جا

چکے تھے.. موسم طوفانی صورت اختیار کر چکا تھا.. بجلی زوروں شور سے
کڑک رہی تھی.. کوٹھے کی ان تنگ سی گلیوں میں اندھیرے کے سوا
.. کچھ نہیں تھا

عنایہ سنگل بیڈ پہ نیند کی وادی میں موجود تھی.. لب ہلکے ہلکے ہل رہے
تھے..

.. سلطان.. سلطان

وہ پکار رہی تھی.. لیکن وہ ہوتا تو سنتا.. اُسکے ہاتھ اُسکے پیٹ پر
تھے.. کپڑوں کو مٹھیوں میں جکڑ رکھا تھا.. وجود پر لرزش طاری
تھی.. ہوا میں خنکی بڑھ رہی تھی.. وہ خواب میں اپنے بھائی سے مل رہی
تھی.. ایک ایسی جگہ جس کو جنت کہا گیا.. وہ اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑے
ہوئے تھی.. سمندر کی لہریں تیزی سے اُن کے پاؤں سے ٹکرا رہی
تھی.. ہوا چل رہی تھی.. لہروں کا پانی بڑے بڑے پتھروں سے ٹکرا

کے عجیب سا شور برپا کر رہا تھا.. وہ دونوں مسکرا کے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے.. عنایہ نے سلطان کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا.. گویا اُسے ڈر تھا کہ وہ چھوڑے گی اور وہ اُس سے دور ہو جائے گا.. غائب ہو... جائے گا.. وہ کئی لمحے مسکراتی ہوئی کھڑی رہی

اچانک سلطان کی مسکراہٹ غائب ہوئی.. اور اُس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھرپور کوشش کی.. لیکن عنایہ نے مضبوطی سے پکڑنے کی کوشش کی..

نہیں.. سلطان رُک جاؤ.. مجھے چھوڑ کے مت جاؤ.. سلطان مجھے بچا لو.. مجھے ساتھ لے جاؤ.. اُسکے لب ہلکے ہلکے ہل رہے تھے.. وہ بڑبڑا رہی تھی.. کپڑوں کی پکڑ میں سختی آگئی تھی.. نہیں.. رُک جاؤ وہ اُس کی فریاد کو نظر انداز کر رہا تھا.. وہ منت بھرے لہجے میں بول رہی تھی.. وہ مسلسل اپنا ہاتھ چھڑا رہا تھا.. جیسے ہی اُسکا ہاتھ چھوٹا اُس نے

ایک چیخ ماری.. اور اُسکی آنکھ کھلی.. باہر موسم کا طوفان اپنے عروج پر
 .. تھا.. وہ سنگل بیڈ سے اپنے پاؤں لٹکا کے بیٹھ گئی
 بچھڑے ہوئے لوگوں سے خواب میں ملنا، ملاقات کی سب سے درد "

"ناک شکل ہوتی ہے

گلے میں گلی اُبھر کے معدوم ہو رہی تھی.. باہر بجلی کڑک رہی
 تھی.. وہاں تک سُنائی بھی دے رہی تھی لیکن اُسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا
 تھا.. وہ اپنی ٹانگوں کو مسلسل آگے پیچھے ہلا رہی تھی.. نظریں اندھیرے
 میں ہی کسی غیر شناسائی نقطے پر تھی.. جسے وہ مسلسل گھور رہی تھی.. بغیر
 پلکیں جھپکیں.. ایک لمحہ دو لمحہ کئی لمحے گزر گئے.. اُسکی آنکھوں میں
 .. آنسو آگئے تھے.. ایک آنسو، دو آنسو

سُلطان.. اُسکے لب ہلے.. م.. میں ہر پل انتظار میں رہتی ہوں کہ اب
 تم آؤ گے.. رات ہوتے ہی تمہارا خواب میں انتظار کرتی

ہوں.. لیکن.. لیکن تم وہاں بھی ہاتھ چھڑا لیتے ہو.. تم بھول گئے ہو
.. سلطان

.. تم بھول گئے ہو.. وہ تیز آواز سے چلائی تھی
میں تمہاری ذمہ داری تھی.. ماں نے مجھے تمہارے حوالے کیا تھا.. ماں
کا کہا کیسے بھول سکتے ہو.. آواز یکدم بے حد آہستہ ہوئی.. اب اور انتظار
نہیں ہوتا سلطان.. تین سال ہو گئے.. میں نے تمہیں نہیں
دیکھا.. جبریل کو نہیں دیکھا.. میں ازیت میں ہوں سلطان.. بے حد
ازیت میں.. اب تو آ جاؤ نا.. درد کی شدت سے اُس کی آواز پھٹ رہی
.. تھی

تمہیں تو سب پتہ ہوتا ہے نا سلطان.. پھر کیسے..؟
کیسے تم اپنی بہن کو ڈھونڈ نہیں پائے.. اللہ.. اُس نے لکڑی کی سا تھپڑی
ٹیل میں چھوٹی سی گھڑی کو اٹھا کے دیکھا تھا.. جو رات کے تین بجار ہی

تھی.. وہ اُٹھی.. اندھیرے میں ہی وضو کیا.. اور اُس گناہ کے کوٹھے میں
 رب کے آگے سجدہ کرنے لگی.. اس کوٹھے کے بعض کمروں میں راتیں
 رنگین ہو رہی تھی... تو اس کمرے میں گناہوں کی تلفی ہو رہی
 تھی.. اُس نے دو رکعت نماز تہجد ادا کی.. باہر موسم کی وجہ سے اس
 کوٹھے کے کچھ حصے کی لائٹ نہیں تھی.. لیکن گناہوں کا وہ بازار ابھی
 .. ویسے ہی گرم تھا

اگر سلطان کو پتہ چل جاتا کہ اُس کی بہن کہاں ہے..؟
 سال وہ کہاں رہی ہے..؟ 3

تو وہ اپنی باقی کی زندگی جینے کا روادار نہ ہوتا.. وہ پہلے اُسے ڈھونڈتا جو
 اُسکے اس حال کا ذمہ دار تھا پھر قیامت آتی اور اُس کے بعد اُس کی
 موت.. اگر وہ واقعی جان گیا تو سب کچھ تہس نہس کر دیگا وہ.. اُس کی
 جان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ عنایہ کی موت قبول کر سکتا ہے.. لیکن

اُسکا یہاں موجود ہونا نہیں.. دور کعت نماز تہجد پڑھنے کے بعد اُس نے
.. دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے.. ہونٹ کپکپانے لگے اور آنکھیں بھگنے لگی
ہر صبر کی ایک حد ہوتی ہے اور حدوں کو برداشت کرنا آسان نہیں"
"ہوتا

وہ واقعی اس لمحے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کے بولنے کی کوشش کرتی
رہی.. اُسکے گلے میں جیسے کوئی پھانس سی اٹک رہی تھی.. وہ بولنا چاہتی
تھی.. کچھ فریاد کرنا چاہتی تھی.. لیکن کر نہیں پا رہی تھی.. وہ کئی لمحے
.. یونہی اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہی.. پھر اُسکے ہلکے سے عنابی لب ہلے
.. اللہ.. کہہ کے وہ پھر خاموش ہو گئی.. لب ابھی بھی کپکپا رہے تھے
"نچھڑے ہوئے کا انتظار واقعی جان لیوا ہوتا ہے"

اُسکے منہ سے نکلنے والا دوسرا لفظ بابا تھا.. ہر بیٹی کے لئے اُسکا محافظ اُسکا باپ ہوتا ہے پھر بھائی ہوتا ہے پھر کوئی اور ہوتا ہے.. لیکن جب اُسکے محافظوں کے آنے کی اُمید بھی ختم ہو رہی ہو.. پھر وہ کیا کرے وہ پھر دعا کرے.. ہر قدم کے بعد دعا ہوتی ہے.. وہ بھی بے بس ہو کے.. اب دعا مانگ رہی تھی

بابا آپ تو اللہ کے پاس ہے نا آپ کہے نا مجھے اب اس انتظار سے رہائی دے..

... پھر خاموشی

.. طویل خاموشی

.. اب اُسکے آنسو ٹپ ٹپ کر کے سجدے کی جگہ گر رہے تھے

کیا آپ اُس بے بسی کو جانتے ہیں..؟

جب زبان کے پاس کہنے کو لفظ نہ ہو اور آنکھیں چیخ رہی ہو.. تکلیف " دل کو برداشت نہ ہو رہی ہو.. دماغ سُن ہو رہا ہو کچھ بھی کرنے سے قاصر ہو.. ہاتھ کانپ رہے ہو.. آنسو گر رہے ہو.. وجود پہ لرزش طاری ہو.. ہونٹ کپکپا رہے ہو.. بے خوابی کا اثر بڑھتا جا رہا ہو.. اور پھر آپکے پاس آپکا ساتھی آپکا اپنا بھی موجود نہ ہو.. وہ وقت انسان کے لئے موت سے بھی بدتر ہوتا ہے

"کسی کا انتظار یا تو جان لیتا ہے یا پھر جان دیتا ہے"

اے اللہ.. اُس نے تھک ہار کے اب اپنے رب کو بلایا تھا.. اے اللہ میری ذات کی انتہا یہ ہے کہ میں ایسی جگہ موجود ہوں جہاں ایک مومن کا دم گھٹتا ہے.. جہاں ایک مومن کو مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے.. اُس نے گیلی سانس اندر کھینچی تھی.. اللہ میری ذات پر رحم کر.. میں تیری پاک ذات کی ایک عام بشر ہوں خدا یا.. میری آزمائش کو ختم کر.. دعا

کے لئے اٹھائے گئے ہاتھ سے اُس نے اپنا دائیں ہاتھ جائے نماز پر پھیرا تھا.. پھر وہ دھیمے سے لہجے میں بولی تھی.. بلکل ایسے جیسے خدا اُس کے سامنے ہو

اے اللہ میں تجھ سے اپنی پاک ذات مانگ رہی ہوں.. میں جانتی "

ہوں میں عام ہوں لیکن میری دعا مُخلص ہے.. میرے گناہ بہت زیادہ ہیں میرے مالک.. لیکن تُو تو غفور و رحیم ہے.. مجھے اس عذاب سے نجات دے.. مجھے سُلطان سے ملو ادے خدا یا.. میری پستی کی، میری ذلت کی، میری بے بسی کی آخری حد ہے خدا یا.. مجھے سُلطان دے یا موت کو میرا مقدمہ بنا.. جہنم کے اس گھڑے سے نکال کے مجھے اپنی

"آغوش میں پناہ دے خدا یا

کہہ کے اُس نے اپنے بھگے ہوئے چہرے پہ ہاتھ پھیرا تھا.. اس سے زیادہ وہ بول نہیں پارہی تھی.. جائے نماز رکھ کے اُس نے اپنی پُشت بیڈ سے لگا

لی تھی.. وہ بس اب ایک آخری سکون کی تلاش میں تھی.. اُس نے اپنی
پُرکشیش آنکھیں جو بالکل سلطان کا عکس تھی وہ اب موند لی تھی.. رات
.. آہستہ آہستہ سرک کے اب دن میں تبدیل ہو رہی تھی

.....☆.....

سلطان کو ہوش آئے ابھی کچھ منٹ ہی گزرے تھے.. جبریل کمرے
میں نہیں تھا.. سلطان نے اپنی پرکشیش آنکھیں کھولی.. تو خود کو تنہا پایا
تھا.. وہ کئی لمحے سوچتا رہا.. کہ آخر یہ سب اُس کے ساتھ کیا ہو گیا
تھا.. اُس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کمرے میں کوئی موجود نہیں
تھا.. اُس نے اپنا خیال، اپنا خواب سمجھ کے جھٹک دیا.. کہ کوئی اُس کے
پاس آیا تھا.. وہ سوچ رہا تھا اُن سوالوں کے بارے میں.. جس کا جواب

اُسے چاہئے تھا.. کئی لمحے وہ سوچتا رہا.. پھر اُسے خیال آیا.. کہ اُس کی تو میٹنگ تھی.. اُس نے سائیڈ ٹیبل پہ اپنا موبائل دیکھا.. جس میں اس وقت رات کے 3 بج رہے تھے.. باہر ہو کا عالم تھا.. اُس نے بے اختیار اپنا ماتھا مسلاتو اُسے احساس ہوا کہ اُسکے ماتھے پر پٹی تھی.. ایک ہاتھ میں ڈرپ تھی.. جو قطرہ قطرہ گر رہی تھی.. اُسکا شدت سے دل کر رہا تھا.. کہ کہیں سے اُسکی ماں آئے.. اور اُسے اپنے آغوش میں جھپٹا لیں وہ زبردستی ایسے ہی لیٹا رہا.. کسی سے بات کرنے کو اُسکا دل.. لے نہیں چاہ رہا تھا.. وہ بے اختیار چھت کو گھورتا چلا گیا.. نجانے کون کون سی سوچیں اُس کے دماغ میں ابھر رہی تھی

آپ کہاں ہے آپی..؟

اُس کی پُرکشیش آنکھیں پھر سے مایوسی کا شکار ہو رہی تھی.. مجھے آپکا ساتھ چاہئے تھا آپی.. لوگ آپکے سلطان کا غلط استعمال کر رہے

ہیں.. آپکو تو میری ہمت بننا تھا.. آپ کہاں چلی گئی.. ایامی کو نسی جگہ چلی گئی.. میں کیوں آپکو ڈھونڈ نہیں پارہا.. آخر آپکو ڈھونڈنا اتنا مشکل ہے.. کیوں ہو گیا ہے

"یہ دُنیا ایک بوجھ بنتی جا رہی ہے جو آپکے کندھے کو جھکانا چاہتی ہے"

"آپ صحیح کہتی تھی آپی.. "سُلطان کو صرف اپنی آپی کی ہی مدد چاہئے

بڑبڑاتے ہوئے اُس نے پھر سے آنکھیں موند لی تھیں.. کہ کسی نے

آہستہ سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا.. اپنے نازک قدم اُس نے سُلطان کے

بیڈ کی طرف بڑھائے.. پریسہ کالی چادر لئے ہوئے تھی.. آہان اندر

نہیں آیا تھا.. وہ اُسکا باہر انتظار کر رہا تھا.. اگر کسی کو غلطی سے بھی پتہ

چل جاتا نا کہ پریسہ رات کے اس پہر ہو سپٹل میں سُلطان سے ملنے آئی

ہے تو اُس کے لئے مشکل کھڑی ہو جاتی.. لیکن

سُلطان تو پریسہ کا عشق بن چکا تھا.. اور عاشقوں کو اپنی رُسوائی کی پھر "
"پرواہ نہیں ہوتی

وہ دبے پاؤں سُلطان تک آئی تھی.. وہ نیم غنودگی میں آنکھیں موندے
لیٹا تھا.. وہ کئی لمحے یک ٹک اُس کے چہرے کو دیکھتی رہی.. جس پر پٹی
بندھی تھی.. جہاں خون کا دھبہ بھی موجود تھا.. بے اختیار اُس کی
.. آنکھیں نم ہوئی

"اپنی محبت کو تکلیف میں دیکھنا بھلا کب آسان ہوتا ہے"

اُس کی آنکھوں کو ایک دم ایک عجیب سا سکون ملا تھا.. بھلے وہ زخمی
تھا.. لیکن وہ ٹھیک تھا اُسکے سامنے تھا.. اُس نے بے اختیار اُسکے ماتھے کو
چھوا.. اُسکا لمس محسوس کرتے ہی پہلے سُلطان کے ماتھے پہ بل آئے
پھر اُس نے آہستہ سے آنکھیں کھولی.. لیکن سامنے کالی چادر میں ملبوس
جس کی سنہری آنکھیں لُبالب پانی سے بھری تھی اُس پر نظر

پڑی.. اُسے دیکھتے ہی اُس نے یکدم اُٹھنے کی کوشش کی.. اُس کی آمد غیر
.. متوقع تھی

پہلے اُس کی آنکھوں میں حیرت اُبھری پھر تاسف اُبھرا پھر غصہ
چھلکا.. رات کے اس پہر وہ بیوقوف اُس سے ملنے آگئی تھی.. یہ بات
سُلطان سوچ بھی نہیں سکا تھا.. اُس نے اُس پہ جلالی نظر ڈالی پھر غصے
.. سے بولا تھا

تمہارا دماغ خراب ہے... یہاں کیا کر رہی ہو..؟
وہ بنا کچھ جواب دیے اُسے بس آنسو بھری آنکھوں سے ایسے دیکھ رہی
.. تھی.. کہ جیسے وہ کوئی معجزہ ہو.. وہ واقع دیوانی ہو چکی تھی
میں تم سے بات کر رہا ہوں.. یہاں کیوں آئی ہو...؟

اُس نے ہاتھ اٹھا کے پوچھا تھا.. لہجے میں سخت غصہ نمایاں تھا.. وہ ایک دولہہ دیکھتی رہی.. پھر اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا تھا پھر سر جھکا کے.. دھیمے سے لہجے میں بولی تھی

"میں ڈر گئی تھی سلطان"

.. سلطان نے اُسے آنکھیں سُکیر کے دیکھا تھا

کس بات سے..؟

.. لہجہ اب بھی بیزار تھا.. پریسہ نے یکدم سر اٹھا کے دیکھا تھا

"میں ڈر گئی تھی کہ آپکو کچھ ہو گیا ہے"

میں ابھی مرا نہیں تھا پریسہ جو تم منہ اٹھا کے یہاں آ گئی.. اُس نے تڑپ

.. کے دیکھا تھا

"آپکو یہ کہنے کا حق نہیں ہے سلطان"

.. اُس نے اب بھی دھیمے لہجے میں کہا تھا

بکواس بند کرو اور بتاؤ کس کے ساتھ آئی ہو..؟

..وہ ہنوز خاموش تھی

..پریسہ.. وہ چبا چبا کے بولا تھا

تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اس وقت تمہاری یہاں پر موجود گی کیا نتائج لا سکتی ہے.. اُس کا تو جیسے بس نہیں چل رہا تھا.. کہ وہ اُسے اٹھا کے باہر

..پھینک دے

..آپ پریشان مت ہو.. میں جیسے آئی ہوں ویسے ہی چلی جاتی ہوں

..پریسہ میں نے پوچھا کس کے ساتھ آئی ہو..؟

..اب کے لہجہ سخت تھا

..آ.. آہان کے ساتھ.. پریسہ نے لفظ توڑ پھوڑ کے ادا کئے

اُس کے ماتھے پہ کئی اور بل آگئے تھے.. جبرے بھیج گئے تھے.. اُس

سے کہو کہ وہ چلا جائے.. پریسہ نے یکدم سر اٹھا کے دیکھا تھا.. اُسے اس

بات کی توقع بلکل نہیں تھی.. اُس نے محکم کی تعمیل کرتے ہوئے فون

نکالا اور آہان کو ملایا.. جو باہر سردی میں اُسکے آنے کا انتظار کر رہا

.. تھا.. اُس کا فون آتے ہی اُس نے اٹھایا تھا

ہیلو آہان.. تم چلے جاؤ.. میں خود آ جاؤں گی.. بات کرتے ہوئے ایک

.. نظر پریسہ نے سلطان کو دیکھا تھا

ایسے کیسے آ جاؤ گی.. میں تمہیں لے کر آیا تھا.. تو میں ہی لے کر جاؤ

گا.. وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ہو سہیل کیوں آئی ہے..؟

.. اُس کی حالت دیکھ کے اُس نے ابھی کوئی خاص بات نہیں کی تھی

.. لیکن آہان میں آ جاؤں گی نا تم چلے جاؤ

پریسہ کیسے آ جاؤ گی.. ابھی وہ کچھ اور کہتا کہ سلطان نے اُس کے ہاتھ سے

.. موبائل لیا تھا

جب ایک لڑکی کہہ رہی ہے کہ اُسے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں "
ہے تو مطلب نہیں ہے اور تم جو کوئی بھی ہو.. اپنے گھر جاسکتے
ہو.. پریسہ میری ذمہ داری ہے اور وہ کس کے ساتھ جائے گی یہ تمہارا
"مسئلہ نہیں ہے

.. کہہ کے اُس نے فون کھٹاک سے بند کیا تھا
پریسہ کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ تھی جانے وہ اس بات کا کیا نتیجہ
.. نکال بیٹھی تھی

فون بند ہونے کے بعد آہان نے موبائل کو گھورا تھا.. کیا یہ سلطان
تھا..؟

آواز سے وہ یہی نتیجہ اخذ کر پایا تھا.. مجھے کیا کرنا چاہئے..؟

اُس نے جیسے خود سے سوال کیا تھا.. کہیں اندر پریسہ کے لئے کوئی مشکل نہ ہو جائے.. اگر وہ کہہ رہا ہے کہ وہ.. لیکن پھر بھی مجھے ایک بار اندر جا کے دیکھ لینا چاہئے.. وہ جیسے فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا

اُس نے ایک نظر اپنے آگے پیچھے دیکھا.. پھر ایک خیال کے تحت اُس نے دوبارہ میسج کیا

Are you ok..؟ پریسہ

سُلطان میرے ساتھ ہے.. پریسہ نے ریپلائے کیا.. am ok آہان تھا.. یعنی اُسکا شک ٹھیک تھا.. اُس کے گلے میں گلٹی اُبھر کے معدوم ہوئی.. یعنی ہو اسپتال میں سُلطان تھا.. جس کے لئے وہ اتنی رات کو آئی تھی.. کچھ دیر پہلے کی وہ اُس کی حالت دیکھ چکا تھا

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے.. اُس نے جیسے خود کی نفی کی.. وہ اُسکا کزن ہے
ایسا کچھ بھی نہیں ہے.. وہ جیسے خود سے بڑ بڑایا.. وہ خود کو بے پناہ تسلی
.. دے رہا تھا.. اُس نے بایک سٹارٹ کی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا
وہ اُس کے لئے اتنی بے تاب کیوں تھی..؟

نہیں.. نہیں ایسا کچھ نہیں ہے.. اُس نے خود کی سوچ کو جیسے جھٹکا
تھا.. کل اُسکا پیپر تھا.. جو کہ پریسہ کا بھی تھا.. لیکن اُسے تو ہوس ہی نہیں
تھی.. آہان کا دل بُری طرح سے بو جھل تھا.. وہ گھر جا کے بستر پر بیٹھا
تھا.. پڑھا اُس سے اب بالکل نہیں جا رہا تھا.. وہ کئی لمحے ایسے ہی بیٹھ کے
.. سوچتا رہا

نجانے کیسا ڈر تھا..؟ کیسا احساس تھا..؟

جو وہ بیان بھی نہیں کر پا رہا تھا.. بے دلی سے اُس نے موبائل اپنے سائیڈ
ٹیبل پر رکھا.. اور آرام کی غرض سے لیٹ گیا.. لیکن یہ بھی سچ تھا.. کہ

وہ وہاں سے آنے کے بعد ڈر سا گیا تھا.. ایک عجیب سا خوف اُس کے
.. اندر ڈیرا ہڈا لے لگا تھا.. اگر وہ اُس سے

.. اس سے آگے نہ آہاں سوچ پایا تھا نہ اُس سے سوچا جا رہا تھا
.. اللہ پلینز.. اُسکے منہ سے بس یہ دو الفاظ کافی دیر بعد نکلے تھے
م.. میں برداشت نہیں کر پاؤں گا.. اگلا جملہ اُسکے منہ سے یہ نکلا
تھا.. اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کے ایک لمبی سانس اندر کھینچی.. اور
.. آنکھیں موند گیا

رنج و غم کی تاب لاتے ہوئے ارادہ تھا میرا مگر "
اے عاشق

"حال یہ تھا کہ تیری ہیر کا رانجھا کوئی اور تھا

.....☆.....

..اندھیرے کے اس بڑے کمرے میں اُسکا وجود آج بھی زندہ تھا

کیوں..؟

کیسے..؟

اسکا جواب صرف وہ اُمید تھی.. روشنی کی وہ کرن تھی.. جو اُس کے اندر زندہ تھی.. اُس کی سانسیں چل رہی تھی.. لیکن وجود آہستہ سے اُسکا ساتھ چھوڑ رہا تھا.. پاؤں میں آج بھی بیڑیاں تھی.. اپنے وقت کی ذہین لڑکی کا دماغ زندگی کے اس کٹھن دور میں شاید ڈیڈ ہونے والا تھا.. یا شاید آخری مراحل پہ تھا.. وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ گھٹنوں سے باندھے بیٹھی تھی.. اُسکی بڑی بڑی آنکھیں گہرے زرد مائل رنگ کی ہو چکی تھی.. اگر کوئی اُسے دیکھ لیتا تو اُسے زندگی کے آخری مرحلے پر سمجھتا.. اُسکے گندے اُلجھے بال جنہیں شاید کچھ دنوں سے کنگھی بھی نہیں کیا گیا تھا.. اُس کے ہاتھ میں شاید آج بھی مڑا تڑاسا وہ کاغذ تھا.. یا

شاید کوئی تصویر تھی.. وہ اپنے گھٹنوں پہ سر رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھی.. اُسکا وجود اُسکا ساتھ چھوڑنے کی کوشش میں تھا.. لیکن صرف ایک آواز نے اُسے اپنے ساتھ زبردستی جوڑ رکھا تھا.. اندھیرے بڑے کمرے میں بالکل مدھم سی روشنی کروارکھی کے اس تھی.. دیواروں پہ لگا سیمنٹ اتر اتر کے تھوڑا نیچے گرا ہوا تھا.. ایک عرصہ گنہ چکا تھا.. نہ اُس نے کسی کو چھوا تھا نہ کسی کی آواز سنی تھی.. اُس کی سانسیں آہستہ سے چل رہی تھی.. جیسے وہ زندگی یا موت کی کشمکش میں ہو.. اس وقت اُسے موت کی بے انتہا چاہت تھی لیکن زندگی مجبوری تھی.. اُس کے پنکھڑی جیسے لبوں پہ اب سیاہ رنگ کی پیڑی جم چکی تھی.. اُسکا گلابی رنگ جیسے اب سیاہ رنگ میں تبدیل ہو چکا تھا.. اُسے ہر روز ایک نئی موت دی جاتی تھی.. اُسکے پاس اُسکا کھانا پڑا ہوا تھا.. وہ اُسے جب نکلنے کی کوشش کرتی.. جب سانس ساتھ دینے

میں مشکل دیتی.. اُس کا وجود ایک ڈھانچہ بن کے رہ گیا تھا.. وہ خاموش تھی.. بلکل خاموش.. یایوں کہنا بہتر ہو گا کہ کئی عرصے سے اُسکی زبان کھینچ لی گئی تھی.. وہ اپنے پیروں پہ نہیں بیٹھی تھی.. وہ اپنے پیروں کو پکڑ بھرے بھرے گالوں والی یہ لڑکی انتہائی ذیہنی اور.. کے بیٹھی تھی جسمانی تشدد کا شکار تھی.. شروع میں وہ بہت چیخی، بہت چلائی، بہت ڈری سہمی.. اپنی اُمید کو پکارا تھا.. وہ اُمید جو اُس کے وجود سے آج بھی بے خبر تھا.. اُس کے ارد گرد سیاہ موتی پڑے تھے.. وہ اس وقت ایسے بیٹھی تھی کہ کوئی شاید اُسے ہاتھ لگائے اور وہ ایک طرف ڈھیر ہو جائے.. نجانے ایسا کیا تھا..؟

جو اُسے زندہ رکھے ہوئے تھا.. اُس کی زندگی کا صرف ایک حادثہ اور اُسکی زندگی کی کا یا ایسی پٹی کہ ابھی تک کوئی اُسکے وجود کی بُ کو پہچان ... نہیں پایا تھا

صبح کے پانچ بج رہے تھے.. پریسہ جبریل کے کین میں آرام کر رہی تھی.. جبریل کو اُس پہ غصہ تھا لیکن وہ نظر انداز کر گیا.. اب وہ اپنے ساتھ ہی اُسے حویلی لے کے جانے والا تھا.. سلطان جاگا ہوا تھا.. اور اُس کے سامنے جبریل بھی صوفے پہ آنکھیں موندے بیٹھا تھا.. سر صوفے کی ٹیک سے لگا رکھا تھا.. صبح ایک تفصیلی معائنے کے بعد اُسے ڈسجارج ملنا تھا.. وہ مسلسل چھت کو گھور رہا تھا.. نجانے وہ کیا محسوس کر رہا تھا.. ایک عجب سی گھبراہٹ اُس پہ طاری تھی.. وہ کئی لمحے چھت کو گھورتا رہا بنا پلکیں جھپکیں.. یہاں تک کہ اُسکی آنکھوں میں پانی آگیا.. اپنے اس دکھ میں وہ آخر کس کو یاد کرے.. کس کو پکارے..؟

.. عنایہ آپی کو.. اپنی ماں کو.. یا پھر میثو کو.. یا پھر پریسہ کو

وہ ان چاروں کو لے کے ایک لمحے کے لئے محض ایک لمحے کے لئے سوچ میں پڑا.. پھر اگلے پل جو اُس کے دل میں تھا.. وہ میسٹو تھا.. وہ اب تک ایک ٹک ایسے ہی چھت کو گھور رہا تھا..

.. میسٹو "اُس کے لب ہلکے سے ہلے تھے"

زنجیروں میں بندھی لڑکی نے آہستہ سے سر اٹھا کے دیکھا تھا.. اس گھپ کمرے میں اُسے ہلکی سی بلکل ہلکی سی تازگی محسوس ہوئی.. کوئی دروازہ کھول کے اندر آیا.. اور کھانا رکھ کے چلا گیا.. کل سے اُس نے کھانا نہیں کھایا تھا.. لیکن اب وجود میں شاید خون کا بچا ہوا آخری قطرہ اُس سے پہلے ختم ہوتا اُس نے کھانا شروع کیا

تمہارے بغیر جینا ایک عذاب بن کے رہ گیا میسٹو.. وہ بڑبڑایا.. اگر تم ساتھ ہوتی.. تو جام حیات کا جام مل کے ختم کرتے.. تم ظالم تھی میسٹو.. وہ اُس کے مرے ہوئے وجود سے باتیں کر رہا تھا.. اور میں آج

بھی مظلوم.. نہ میں اُس وقت آواز اٹھا سکا.. نہ اب اٹھا سکتا
 ہوں.. محض ایک حادثہ ہی تو تھا وہ میثو.. اور تمہارے غازی
 بابا.. تمہاری مہروماں اور میری میثو.. تم سب نے مجھے اس بھیڑ میں تنہا
 .. کر دیا

اُس وقت جاتے ہوئے تمہیں رحم نہیں آیا اور آج تک تمہاری یاد کو "
 مجھ پہ رحم نہیں آیا

وہ مسلسل آہستہ سے بڑبڑا رہا تھا.. جب اوپر تم سے ملوں گا نہ میثو.. تو تم
 سے بات نہیں کروں گا.. "اُس وقت سلطان غازیان آدم سکندر تم سے
 "ناراض ہو گا.. تم سے منہ موڑے گا
 .. اُسکے گلے میں گلی اُبھر کے معدوم ہوئی
 "میثو کے لئے سلطان سے ہمیشہ کے لئے دور چلے جان آسان تھا"

اُسکی یاد آج بھی جان لیوا تھی.. وہ کہاں کہاں اُسے یاد نہیں کرتا"
 تھا.. اُٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے، آفس میں، کمرے میں، ہو سپیٹل
 میں.. ہر جگہ تو وہ تھی اُس کے ساتھ

پھر وہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ تنہا ہے..؟

.. اُسکی چھوٹی چھوٹی انگلیوں کا لمس آج بھی اُسکے ہاتھ میں موجود تھا..

وہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ اُسکا وجود مردہ ہے..؟

اُسے سنے ہاتھ جن خارنگ صاف تھا لمبی لمبی انگلیاں، اُبھری ہوئی رگیں
 اُس نے مضبوطی سے بیڈ کی چادر کو پکڑ رکھا تھا.. اُسے جیسے ڈر تھا کہ اُس
 نے چادر چھوڑی تو اُسے کچھ ہو جائے گا.. اُس کی آنکھ سے آنسو نہیں نکلا
 تھا.. لیکن دل میں ایک شدت کی طلب تھی.. کیونکہ شدت کی طلب
 تو اُس چیز کی ہوتی ہے ناں جو لا حاصل ہوتا ہے.. اور

"سُلطان کا عشق بھی لا حاصل تھا"

میشو تمہیں تو میرا خون بھی معاف تھا یار لیکن میں تمہیں جدائی پہ
 معاف نہیں کروں گا.. کبھی نہیں.. بچوں کی طرح اُس کے ہونٹ کپکپا
 رہے تھے.. وہ بہت بے بسی سے اپنے آنسو ضبط کر رہا تھا.. اس وقت وہ
 چاہتا تھا.. کہ کوئی اُسکے سامنے نہ آئے.. کوئی اُس کی فکر نہ کرے.. اُس
 کا حال نہ پوچھے.. اُس سے محبت نہ کرے.. وہ بے چینی سے کروٹ
 بدل گیا.. بالکل یوں وہ جیسے اُسکی یاد سے کروٹ بدل رہا ہو.. منہ موڑ رہا
 ہو..

جب تکلیف اور درد حد سے تجاوز کرتے ہیں تو انسان بھی اپنے ہوا اس "
 "قابو میں نہیں کر پاتا
 .. جبریل بھی نیم غنودگی میں تھا.. بالکل سلطان کے سامنے صوفے پر تھا
 کیا تم ٹھیک ہو..؟
 .. جبریل نے اُٹھتے ہوئے پوچھا تھا

.. ہم "وہ بولنا نہیں چاہتا تھا"

کیا ہوا ہے سلطان..؟

"زندگی اتنی مشکل تر ہوتی جا رہی ہے جبریل"

جبریل نے پریشانی سے ایک نظر اُسے دیکھا تھا.. خود پہ سوار مت کرو.. سب ٹھیک ہو جائے گا.. بس تم آرام کرو.. کچھ دیر بعد تمہیں ڈسچارج مل جائے گا.. وہ دوبارہ سے آنکھیں موند گیا تھا.. کئی یادیں.. ابھی اُسکے انتظار میں تھی

.....☆.....

میرا کام ہو گیا..؟

.. ٹلٹلے کی سنجیدہ سی آواز سپیکر سے ابھری تھی

..ہاں ہو گیا.. آر تھر کی کھنکتی ہوئی آواز آئی
 ..ٹھیک ہے ہم اگلا قدم اٹھا چکے ہیں.. اب احتیاط برتنی ہوگی
 ..ڈونٹ وری.. آر تھر نے اُسے تسلی دی
 ..ٹیلے نے کھٹاک سے فون بند کیا

..زینت.. زینت

..ٹیلے نے اونچی آواز سے پکارا تھا.. وہ بھاگتی ہوئی آئی
 ..جی.. جی.. جی باجی
 ..اُس لڑکی کو لے کر آ

جی.. کہہ کے وہ دوبارہ اندر کی طرف گئی تھی.. اور کچھ دیر بعد عنایہ کو
 لے کے آئی تھی.. ٹیلے اپنے تخت پہ بیٹھی تھی.. ہمیشہ کی طرح بڑی
 بڑی آنکھیں کا جل سے لبریز تھی.. ایک ٹانگ تخت پہ تھی.. جس کے
 گھٹن پہ وہ ہاتھ رکھ کے بیٹھی تھی.. اور ایک ٹانگ نیچے تھی.. ہاتھوں

میں بڑے بڑے کڑے تھے.. کچھ دیر بعد عنایہ اُس کے سامنے
 تھی.. اسلام آباد کے جس کوٹھے میں وہ تھی.. اُسے اسلام آباد کے
 دوسرے کوٹھے میں شفٹ کرنا تھا.. جس کی مالکن بھی ملے تھی.. اے
 .. لڑکی سُن اپنا سامان باندھ.. اور چل ہمیں جانا ہے
 .. عنایہ کے چہرے پہ ہلکی سی گھبراہٹ آئی
 ک.. کہاں جانا ہے..؟

اُوہوں.. ایک تو یہ لڑکی سوال بہت کرتی ہے.. تجھے اے چڑیا.. تجھے
 بچنے یا تیرا سودا کرنے نہیں جارہے.. بس تھوڑا سا انٹر ٹین کے لئے جا
 رہے ہے.. وہ کیا ہے کہ اب اصلی تماشہ شروع ہونے والا ہے.. جا
 سامان باندھ.. اور بھاگنے کے بارے میں تو سوچنا بھی مت.. کوٹھے میں
 اس وقت بہت رنگ برنگی روشنیاں جگمگ کر رہی تھی.. عنایہ نے
 .. گردن اثبات میں ہلائی تھی.. اور وہاں سے چلی گئی

اب آئے گا مزہ ذونیرہ.. اب ہو گا تماشا شروع.. اور سلطان اُسے
 ڈھونڈتے ہوئے یہاں تک آئے گا.. پہلا قدم ٹلے بڑھا چکی ہے.. اب
 اگلا قدم وہ اٹھائے گا.. ہر راز کے کھلنے کا وقت قریب ہے.. ہر سزا اور
 .. جزا کا وقت قریب ہے

.. ہیرامیری سخی.. تیرے اور میرے دشمن بننے کا وقت قریب ہے
 آہ.. اُس نے جیسے مزے سے کہا.. ذونیرہ نے اُسے ایسے دیکھا.. جیسے
 .. اُسے اُسکی بات پہ یقین نہ آرہا ہو

.. باجی.. ہیرامانسی آپکی دوست ہے.. اُس سے دشمنی ٹھیک نہیں
 آہ ذونیرہ آہ.. وہ میری دوست کبھی نہیں تھی.. میں تو مجبور تھی.. بننے
 .. کے لئے.. کیونکہ بہت سی جانوں کو زندہ رکھنا ہے

چھوڑ.. تو نہیں سمجھے گی.. شروعات تو آرتھر کی مہربانی سے ہو گئی.. وہ
 سلطان کی بے ہوشی میں مل کے آیا ہے.. اور وہ ہر حال میں میرے اور

معراج علاؤالدین سکندر کے ساتھ ہے.. اب جو ہو گا.. وہ تو بھی دیکھے
.. گی.. اور میری سخی ہیرا منسی بھی دیکھے گی

.....☆.....

.. تو پھر اب وہ کہاں ہے..؟ ڈاکٹر ابراہیم نے پوچھا تھا
.. وہ جا چکے ہے
کیا..؟

.. جی ڈاکٹر جبریل بھی ساتھ تھے
.. لیکن اُن کا چیک اپ ابھی باقی ہے

جی اُن کو روکا تھا.. لیکن پشٹنٹ جانے کے لئے بھند تھے... ابراہیم کی .. سمجھ سے یہ سلطان بہت دور کی چیز تھا.. اوکے

پلیز میں کچھ دیر اکیلار ہنا چاہتا ہوں.. اپنے کمرے میں پہنچ کے سلطان نے آواز اونچی کر کے کہا تھا.. یعنی اب سب وہاں سے چلے جائے.. ماں .. بیگم نے ایک نظر اُسے تفصیل سے دیکھا تھا.. پھر آہستہ سے گویا ہوئی

"کسی بھی چیز کی ضرورت ہو سلطان تو تمہاری بڑی ماں حاضر ہے"

چلو پریسہ.. دونوں نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے.. جبریل اُسے .. چھوڑ کے جا چکا تھا

وہ کئی لمحے بے دیہانی سے بیڈ پہ بیٹھا رہا.. کمرے کا دروازہ بھی اب بند تھا.. اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی.. کہ اُسے کیسا محسوس ہو رہا ہے.. اُس نے .. اپنا موبائل اٹھایا.. اور اپنے سطر سے خاص آدمی ولید کو فون ملایا

.. ہیلو.. سلطان کی سنجیدہ سی آواز ابھری

یس سر.. کچھ پتہ چلا..؟

.. نہیں سر لیکن کوشیش

.. کوشیش نہیں ولید مجھے اب سچ چاہئے.. وہ چبا چبا کے بولا تھا

.. اوکے سر

اور ہاں ولید.. جی سر.. پتہ لگاؤ کہ ہو سپٹل میں مجھ سے کون کون ملنے

.. آیا تھا.. نیجوشی میں بھی

.. اوکے سر.. شام تک اپ ڈیٹ آجائے گی.. اور فون بند ہو گیا

اُسے شک تھا کہ کوئی تو تھا.. جو اُس سے ملنے آیا تھا.. وہ نیجوش نہیں

تھا.. وہ تو نیم غنودگی میں تھا.. اُسے محسوس تو ہوا تھا کہ کوئی تو تھا.. اُسے

آواز بھی سنی تھی.. اور وہ اُس کا وحم بلکل نہیں تھا.. جسے وہ نظر انداز

کرتا.. یہ جو کوئی بھی تھا.. مجھ سے بچ نہیں پائے گا.. وہ اس وقت سب

سوچ رہا تھا.. بیخوش ہونے سے پہلے کا سارا واقعہ.. سب کچھ.. اُسکا تعلق
کس چیز سے ہے.. وہ کیا کرنے آیا تھا..؟
اور وہ آدمی جس کے پاس عنایہ آپنی کی چین تھی.. وہ کون تھا..؟
کیونکہ مجھے 100 پر سنٹ یقین ہے.. کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے.. اور اگر
وہ جھوٹ بول رہا ہے.. تو پھر وہ یہ سب کیوں کہہ رہا ہے..؟
کیا اُسے کسی نے بھیجا ہے..؟
اگر ہاں تو کس نے..؟
اور ہیرامانسی آخر یہ کون ہے..؟
اور اُسے ایسا کیوں لگتا ہے کہ زندگی بڑھانے کا وہ جامِ حیات.. جسے میں
.. جانتا تک نہیں.. وہ میرے پاس ہے
آخر ان سب کا مقصد کیا ہے..؟

اور میں ان سب کے ہاتھوں ایک موہرے کی طرح استعمال ہو رہا ہوں.. کہیں ایسا تو نہیں کہ عنایہ آپنی کے غائب ہونے کے پیچھے ان سب کا ہاتھ ہو.. اور اگر ایسا ہوا یا ان لوگوں نے آپنی کو زرا بھی تکلیف پہنچائی.. تو میں انہیں چھوڑوں گا نہیں

"سب کے اعمال ہیں تو سب کے نتائج بھی ہونگے"

اور بہت بُرے ہونگے.. آپنی بس اب بہت ہو گیا.. جلد یادیر اب آپ.. تک میں پہنچ کے رہوں گا

تیرا بیٹا ہو اسپتال میں ہے.. ٹلٹلے نے غازیان کے کان میں جیسے ایک پگھلا.. ہوا سیسہ ڈال دیا ہو

کیا..؟ وہ ایک دم بوکھلائے تھے.. وہ ٹھیک تو ہے..؟ اُسے کیا ہوا ہے..؟

ٹلٹلے اُسے مسکرا کے دیکھ رہی تھی.. ٹلٹلے میں تم سے بات کر رہا

ہوں.. کیا میرا بیٹا ٹھیک ہے..؟

.. اُن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اُٹھ کے اُس کے پاس پہنچ جائے

ہوش کے ناخن لو غازیان آدم.. وہ سلطان ہے.. ہر بار وہ ہار کے بھی

جیت جاتا ہے.. تمہارے پاس تمہارے بیٹے کی خبر پہنچ ہی جاتی

.. ہے.. لیکن میرا جگر کس حال میں ہے.. میں تو جان ہی نہیں پائی

دعا کرتی ہوں.. طوائف ہوں نا.. طوائفوں کی دعائیں ہی کام آتی ہے

.. کہ جب اُسکو رہائی کا وقت آئے تو وہ زندہ ہو

اُس کی زندگی میں دُکھ تھا نا ٹلٹلے تو یقین کرو سُکھ بھی ہو گا.. اور وہ سُکھ کا

ذائقہ چکھے بغیر مر نہیں سکتی.. جو جو اس جال میں پھنسا ہوا ہے نا ٹلٹلے اُن

.. سب کو بس صبر کی ضرورت ہے

غازیان کی آنکھیں نم تھی.. ہسپتال کے اس چھوٹے سے کمرے میں
.. صرف غازیان اور ٹیلے ہی موجود تھے
جانتے ہو غازی..؟

تم میں اور مہرو میں کیا چیز کا من تھی.. ویسے تو ہر میاں بیوی کی سوچ
اُلٹی ہوتی ہے لیکن تم دونوں میں ایک ایسی چیز تھی.. جو کا من
.. تھی.. اور جانتے ہو وہ کیا تھی
غازی انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا.. اُن کے آدھے سفید بال اُن
.. پہ کافی جچتے تھے.. جس کی ہیرا مانسی کبھی دیوانی ہوا کرتی تھی
"مثبت سوچ"

یہ تم دونوں میں کا من تھی غازی.. اور یہ ہی تو وہ چیز ہوتی ہے.. جس
.. سے ہم ہاری ہوئی بازی بھی جیت جاتے ہیں
میں.. سلطان سے کب ملوں گا..؟

.. ہر بار کی طرح اُنہوں نے پھر وہی بات پوچھی تھی
کیوں یہ سوال پوچھ پوچھ کے تھک رہے ہو غازی..؟
حالانکہ میں اور تم ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ وقت کو ابھی یہ سب
.. منظور نہیں ہے

"پھر کیوں رورو کے یعقوب آنکھیں کرتے ہو"
جب چالیس سال تک وہ پُر امید رہ سکتے ہیں.. تو تم کیوں نہیں..؟
اور ابھی تو تمہیں اٹھارہ سال ہوئے ہیں.. غازی اتنے بے صبر نہیں
.. ہوتے

.. میں ایک عام انسان ہوں ٹلے.. اور وہ ایک پیغمبر تھے
اور میرا صبر اتنا بھی مت آزماؤ.. کہ بعد میں پھر حقیقت کی تاب نہ لا
.. سکوں

.. اُن کی بات پہ وہ ہلکا سا ہنسی تھی... بس کرو غازیان.. اب آرام کرو

..بوڑھے ہو گئے ہو تمہیں آرام کی ضرورت ہے
اُس کی بات پہ وہ بھی ہلکا سا مسکائے تھے.. کیونکہ بوڑھے کا طعنہ اُسے
..مہرودیا کرتی تھی
..اُس نے فون اب آفس میں لگایا تھا
..ہیلو امن.. یس سر
امن کل سے لے کے اب تک کی ساری سی سی ٹی وی وہ فون ٹچ نکال کے مجھے
urgent.. دو
ok sir..

..کہہ کے امن نے فون کاٹا تھا.. اور وہ اپنے کام میں لگ گیا تھا
..ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں.. اچھے اور بُرے
بعض اوقات کچھ وقت آگاہی سے پہلے کے حسین ہوتے ہیں اور "
"بعض وقت آگاہی کے بعد کے حسین ہوتے ہیں

.. ہر انسان کے پاس دو سوچیں ہوتی ہیں.. مثبت اور منفی
اور اس وقت بھی سلطان کے پاس دو سوچیں تھی.. اور یہ دو سوچیں
زندگی کے ہر موڑ پہ کام آتی ہیں.. کبھی فائدہ بن کے تو کبھی نقصان بن
کے.. اور جب انسان ہر موڑ پہ آ کے اپنی سوچوں کے جھاسے میں نہیں
.. آتا.. وہ.. وہ شخص ہوتا ہے جو نفس کو باقائدہ قابو کر سکتا ہے
"اور جس کا نفس قابو میں ہوتا ہے وہی تو مومن ہوتا ہے"
لیکن دنیا میں ایسے بہت سے کم لوگ ہوتے ہیں.. جو ان چیزوں پہ قابو
پاتے ہیں.. اور "مہر و غازیان آدم سکندر" ان کچھ لوگوں میں سے ایک
.. تھی

ہر انسان کی خواہشات ہوتی ہے.. انسان ہے نا.. تو اچھی بھی ہوتی ہے
اور بُری بھی.. اور ہر انسان سے غلطیاں ہوتی ہے.. کیونکہ انسان تو

غلطیوں کا پتہ ہے.. غلطی اُس کا حق ہے.. جو ایک مومن کا بھی حق

.. ہے.. لیکن گناہی مومن کا حق نہیں نہیں

.. اور نفس کو قابو کرنا تو مومن کا حق ہے

اور جانتے ہو نفس کیا ہوتا ہے..؟

.. قرآن پاک میں اللہ نے نفس کا ذکر ایسے کیا ہے

کہ انسان کے دو دشمن ہیں.. ایک شیطان.. اور دوسرا انسان کا

نفس.. شیطان کھلا دشمن ہوتا ہے.. اور انسان کا نفس چھپا ہوا.. شیطان

کے بارے میں تو سب کچھ علم عام ہے.. لیکن نفس کا علم سب کے لئے

ایک طرح سے پوشیدہ رہا ہے.. نفس تین چیزوں سے ہی مل کے بنتا

.. ہے

.. پہلا جسم.. دوسرا حواس خمسہ.. اور تیسرا ذہن

انسان کا دماغ اور انسان کا ذہن دونوں الگ الگ چیزیں ہیں.. دونوں ہے.. بلکل مختلف ہے.. لیکن opposite ایک دوسرے کے ایک دوسرے سے جڑے ہیں.. جیسے ہمارا جسم مادی ہے.. اور روح غیر مادی ہے.. جسم کا کوئی بھی وجود تو نظر آتا ہے.. لیکن روح کا وجود ہماری آنکھوں سے او جھل ہوتا ہے.. اور ایسا بلکل نہیں کہ اُسکو دیکھنے کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے

یا اس کا وجود کیا ہے..؟
کس طرح ہے..؟

یہ خدا بہتر جانتا ہے.. اسی طرح سے ہمارا وجود دماغ ہے.. وہ مادی ہے.. اور جو ذہن ہے وہ غیر مادی ہے.. جسے ہم چھو نہیں سکتے.. یا یوں کہنا بہتر ہو گا.. کہ وہ اپنی فیزیکل شیپ نہیں رکھتا.. اور جو دماغ کا اعصابی نظام جو ہے.. وہ بہت سے خلیات سے مل کے بنتا ہے.. جس کو دیکھا جا

سکتا ہے.. چھوا بھی جاسکتا ہے.. لیکن ذیہن تو صرف ایک سوچ کا نام
.. ہے.. اور ذیہن دماغ کے زیرِ یے تمام جسم انسانوں سے جڑا ہے
.. نفس ان تین حصوں سے مل کے بنا ہے

.. جسم 1

.. حواس 2

.. ذیہن 3

یہ تینوں ایک دوسرے کے بغیر بیکار ہے.. کسی ایک دوسرے کے بغیر
کوئی حیثیت نہیں ہے.. اور انسان جب اس کی حقیقت کو جانتا ہے.. تو
حیرت کی گہرائیوں میں گم ہو جاتا ہے.. دراصل نفس کی حقیقت بہت
کم لوگ ہی جان پاتے ہیں.. اور جو جان پاتے ہیں.. وہ پھر قابو کرنا بھی
.. جان لیتے ہیں

اور نفس کا امتحان تو ابھی سلطان پر آنا تھا.. بہت بار آنا تھا.. اور جس میں اُسے پار ہو کے آنا تھا.. وہ ایک انسان ہی تھا.. مگر ہاں وہ ایک اچھا انسان تھا.. اور نفس کی پہلی سیڑھی پہ انسان کا اچھا نسا ہونا ہوتا ہے.. سلطان سوچ رہا تھا.. بے پناہ سوچ رہا تھا

وہ سیاہ موتی اب بھی اُسکے پاس تھا.. اُس موتی کا رنگ آخر سیاہ ہی کیوں تھا..؟

سیاہ کس چیز کی نشانی ہوتی ہے..؟
وہ ابھی بھی بیڈ پہ بیٹھا تھا.. اُسے اپنے سر میں درد کی ٹھیسیں اُٹھتی ہوئی محسوس ہوئی.. وہ ایک خیال کے تحت اُٹھا.. اور کپڑے بدلنے کا سوچا.. اُس نے الماری سے اپنا ایک شلوار سوٹ نکالا.. اُس کے ہاتھ میں بھی ہلکی سی ایک چوٹ تھی.. جواب بظاہر درد کر رہی تھی.. اُس نے پہلے اپنی پٹی اُتاری جو ماتھے پر تھی.. آہستہ سے گول گول کر کے اُتارا

تھا۔ اُسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں تھی وہ اپنے زخموں پہ مرہم رکھنا
.. جانتا تھا

وہ اپنے بابا کا شیر بیٹا تھا۔ اُس نے پٹی اُتار کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔ اور
پھر آہستہ سے اپنی شرٹ اُتاری۔ واشروم میں جا کے اپنا چہرہ صاف
.. کیا۔ اور اپنے زخم پہ مرہم رکھا

کاش۔۔ اُس کے پاس اُسکے زخموں پہ مرہم رکھنے والی ہوتی۔۔ "اُس کی
"میشو"

آہ۔۔ اُس کی ادھوری حسرتیں۔۔ سلطان نے ایک لمبی سانس خارج
کی۔ اور واشروم سے سیدھا آئینے کے سامنے کھڑا ہوا۔ حیرت کی بات
یہ تھی۔ کہ نہ وہ اب ڈرا تھا۔ نہ خوف کھا رہا تھا۔ وہ ڈر وہ خوف سب
وقتی تھا۔ جو ایک وقت کے لئے تھا۔ اور پھر ختم ہو گیا۔ یہ سب کچھ اُس
کے ساتھ جس نے بھی کیا تھا۔ وہ اُس کو ڈرانے میں تو کامیاب ہو گئے

تھے.. لیکن اُس کے دل میں خوف ڈالنے میں ناکام ہو گئے تھے.. اُس کی پُرکشیش نگاہیں بالکل سنجیدہ تھی.. زخمی ماتھے پہ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی بل تھے.. غلطی سے بھی ایک مُسکراہٹ اُسکے چہرے پر نہیں تھی.. اُس نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے.. اُسے پہننے کے لئے جیسے ہی ہاتھ اٹھایا.. اُسکا ہاتھ قمیض کے ساتھ ہی ہوا میں معلق رہ گیا.. آئینے میں خود کو دیکھ کے پہلے اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی.. وہ بالکل شل تھا.. ساکت.. شاکڈ

... وہ اپنی سنجیدہ آنکھیں پھاڑے آئینے کو دیکھ رہا تھا

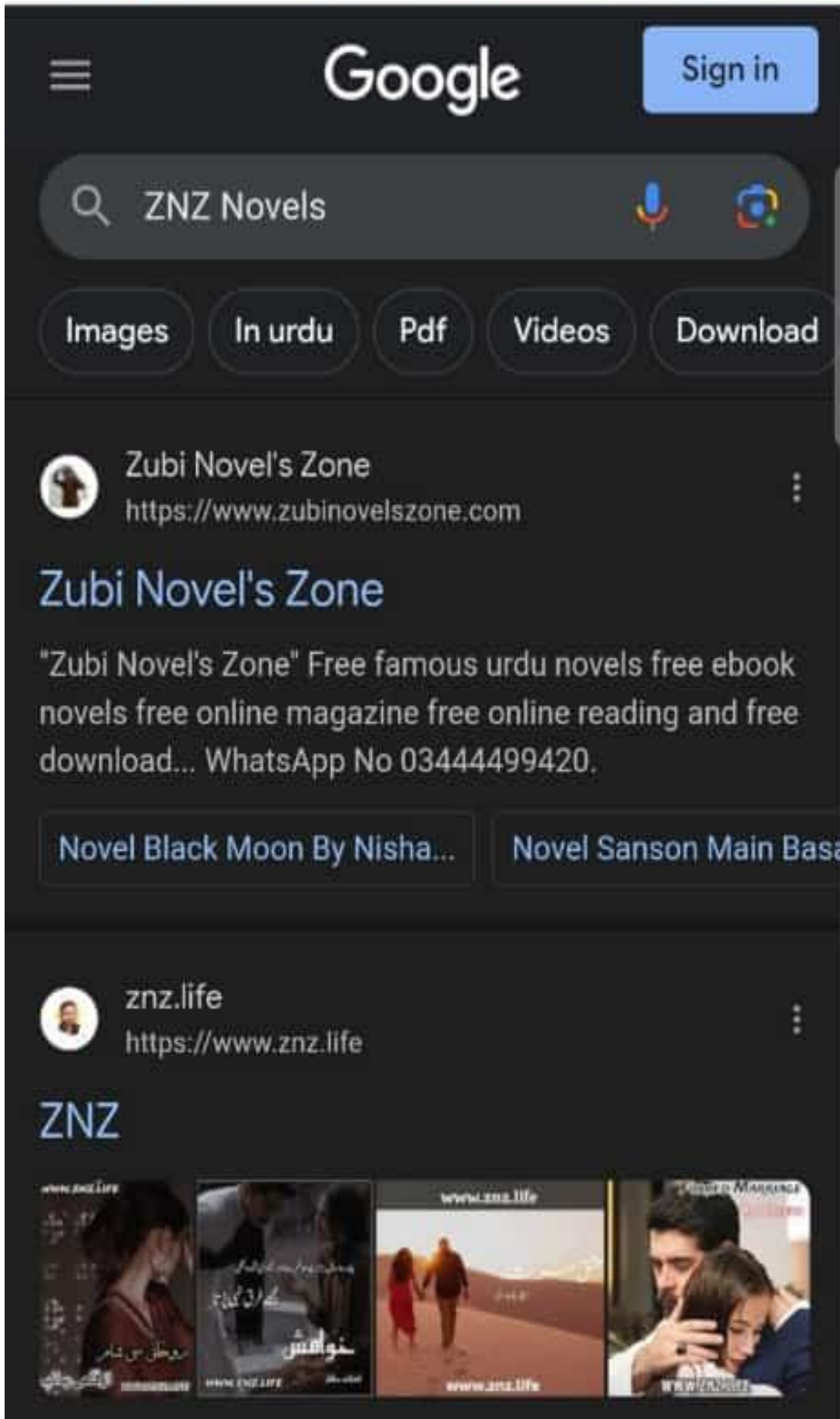
.....☆.....

اگلی قسط (آئینہ ماہ)

انشاء اللہ

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>